دفع الارتیاب

فیما

وقع من المشاجرة بین الأصحاب رضی اللہ عنہم

حقیقتِ مُشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

دفع الارتیاب

فیما

وقع من المشاجرة بین الأصحاب رضی اللہ عنہم

حقیقتِ مُشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

FMRi

جملہ حقوق بحقِ اِدارہ محفوظ ہیں۔

تالیف: شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

معاونینِ ترجمہ و تخریج : محمد ضیاء الحق رازی، اَجمل علی مجددی

زیرِ اہتمام : فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ [Research.com.pk]

مطبع : منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1 : نومبر 2019ء [1,100-پاکستان]

اِشاعت نمبر 2 : نومبر 2019ء [1,100-اِنڈیا]

قیمت : -/200 روپے

FMRi

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف و تالیفات اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين

والفريقين من عرب ومن عجم

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

فهرس

☆ پیش لفظ 9

اَلْبَاب: ۱

حَقِيْقَةُ الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ الصَّحَابَةِ ﷺ وَالْكَفُّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ 11

﴿صحابہ کرام ﷺ کے مابین تنازعات کی حقیقت اور اُن پر طعن سے اِجتناب﴾

اَلْبَاب: 2

ذِكْرُ نَدَمِ بَعْضِ مَنْ لَمْ يُشَارِكْ عَلِيًّا ﷺ فِي الْقِتَالِ 63

﴿حضرت علی ﷺ کی حمایت میں جنگ میں شرکت نہ کر سکنے والوں کی ندامت اور افسردگی﴾

١ - نَدَمُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ ﷺ 69

(حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ﷺ کی ندامت اور افسردگی)

٢ - نَدَمُ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ ﷺ 77

FMRi

دفعُ الْاِرْتِيَاب فِيْمَا وَقَعَ مِنَ الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ الْأَصْحَابِ

(اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی واقعہ جمل پر افسردگی)

٣ - نَدَمُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما وَتَوْبَتُهُ 82

(حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی ندامت اور توبہ)

٤ - مَا يُرْوَى فِي مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ مِنَ الْفَضَائِلِ فَإِنَّهُ لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ شَيْءٌ 85

(فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اُس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں)

٥ - تَصْرِيْحَاتُ أَئِمَّةِ الْفِقْهِ فِي قَضِيَّةِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَمُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ 98

(حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں ائمہ فقہ کی تصریحات)

اَلْبَاب: 3

وُجُوْبُ التَّعْظِيْمِ لِجَمِيْعِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم وَمَنْعُ اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ فِيْهِمْ 109

﴿جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے وجوبِ تعظیم اور اُنہیں لعن طعن کی سخت ممانعت﴾

☆ المصادر والمراجع 127

پیش لفظ

اللہ رب العزت کے محبوب نبی خیر البشر، خیر الخلائق، ہادیِ برحق اور معلمِ انسانیت حضور نبی اکرم ﷺ علم اور اَخلاق حسنہ کے سب سے اعلیٰ مقام پر جلوہ افروز تھے، جس کی گواہی اغیار بھی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے مواعظِ حسنہ اور عملِ کریمانہ کی بدولت زمانۂ نبوت کے صرف تئیس سالوں میں انسانیت کے بنیادی اُصولوں سے نابلد اہلِ عرب کو تہذیب و اَخلاق اور معاشرت کے ایسے بہترین اُصول سکھا دیئے، جس سے وہ دنیا کی مہذب ترین قوم بن گئے اور جہالت کی ظلمتوں سے اٹا ہوا زمانہ نورِ نبوت کی تابانیوں کے بعد خیر القرون بن گیا۔

آپ ﷺ کے تربیت یافتہ افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہلائے۔ وہ ((رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ)) کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے بعد جیسے قیامت تک کے لیے نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، بعینہٖ صحابیت کا باب بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک آنے والے مردانِ حق دینِ متین کی سربلندی کے لیے خواہ کتنی ہی جدوجہد کر لیں، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا مقام و مرتبہ حاصل کرنا تو درکنار، اُن کی غبارِ راہ تک پہنچنے سے بھی قاصر رہیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم و حکمت اور دینِ متین کے لیے مینارۂ نور ہیں، جن سے قیامت تک اہلِ حق ہدایت کی تابانیاں حاصل کرتے رہیں گے۔ اِن نفوسِ مقدسہ کے درمیان جو بعض مشاجرات اور اختلافات پیدا ہوئے اُن کی وجہ فقط بشری تقاضے اور بعض وقتی فتنے تھے۔

زیرِ نظر تالیف دَفْعُ الْاِرْتِيَاب فِيْمَا وَقَعَ مِنَ الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ الْأَصْحَابِ (حقیقتِ مُشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم) میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین انہی تنازعات کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل

ہے۔ پہلے باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اِن مشاجرات کی وجہ سے صحابہ کرام ﷡ پر زبانِ طعن دراز کرنا ہرگز جائز نہیں، اِن معاملات میں اُمت کو معتدل، متوازن اور مناسب رویہ اختیار کرتے ہوئے طعن سے اجتناب کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ دوسرے باب میں احادیث نبوی، آثارِ صحابہ اور اَقوالِ ائمہ اُصول الدین کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان مشاجرات میں اور بالخصوص سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ ﷛ کے باہمی تنازعہ میں امیر المؤمنین چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی ﷛ ہی حق پر تھے اور آپ کی خلافت علی منہاج النبوہ قائم تھی۔ کتاب کے آخری باب میں جملہ صحابہ کرام ﷡ کے لیے وجوبِ تعظیم اور لعن و طعن کی سخت ممانعت کے حوالے سے احادیث نبویہ اور اَقوالِ ائمہ پیش کیے گئے ہیں۔

الغرض! اس شاہ کار تصنیف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے افراط و تفریط سے بالاتر اور مسلکی وابستگی و تعصب کو پسِ پشت ڈال کر حقائق کو روایت و درایت کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے اِس معاملہ میں اُمت کے عقیدۂ صحیحہ کو واضح کیا ہے۔ اپنے موضوع پر دلائل و براہین کی روشنی میں تحریر کردہ یہ کتاب عظیم کاوش ہے، جسے آنے والے ہر دور میں قدر و اَہمیت کی نظر سے دیکھا جاتا رہے گا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کو افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر اسلام کے حقیقی عقائد و نظریات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور دینِ اِسلام کے اس عظیم خدمت گار حضور شیخ الاسلام مدظلہ العالی کو شفاء عاجلہ و صحت کاملہ کے ساتھ عمرِ خضر عطا فرمائے۔ [آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ]

(محمد فاروق رانا)

ڈائریکٹر FMRi

یکم نومبر 2019ء

اَلْبَاب: 1

حَقِيْقَةُ الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ الصَّحَابَةِ ﷡
وَالْكَفُّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ

﴿صحابہ کرام ﷡ کے مابین تنازعات کی حقیقت اور اُن پر طعن سے اِجتناب﴾

١. وَقَالَ الإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاِعْتِقَادِ: وَأَمَّا خُرُوجُ مَنْ خَرَجَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ مَعَ أَهْلِ الشَّامِ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ ثُمَّ مُنَازَعَتُهُ إِيَّاهُ فِي الْإِمَارَةِ فَإِنَّهُ غَيْرُ مُصِيبٍ فِيْمَا فَعَلَ، وَاسْتَدْلَلْنَا بِبَرَاءَةِ عَلِيٍّ مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ بِمَا جَرَى لَهُ مِنَ الْبَيْعَةِ، لِمَا كَانَتْ لَهُ مِنَ السَّابِقَةِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَالْفَضَائِلِ الْكَثِيرَةِ وَالْمَنَاقِبِ الْجَمَّةِ الَّتِي هِيَ مَعْلُومَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ إِنَّ الَّذِي خَرَجَ عَلَيْهِ وَنَازَعَهُ كَانَ بَاغِيًا عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدْ أَخْبَرَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ ﷺ بِأَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ تَقْتُلُهُ، فَقَتَلَهُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ ﷺ فِي حَرْبِ صِفِّيْنَ(١).

امام بیہقی ”کتاب الاعتقاد“ میں فرماتے ہیں: جس شخص نے اہل شام کے ساتھ قصاصِ عثمان ﷺ کی طلب کا بہانہ بنا کر امیر المومنین سیدنا علی ﷺ کے خلاف خروج کیا، پھر اُن کے ساتھ خلافت میں تنازع کیا وہ اپنے عمل میں درست نہیں تھا۔ قتلِ عثمان سے سیدنا علی ﷺ کے مبراء ہونے کے ہمارے پاس جو دلائل ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُن کی بیعتِ خلافت پر اتفاق ہوا، پھر اُن کی اسلام میں سبقت، ہجرت، جہاد فی سبیل اللہ میں پیش پیش ہونا اور اُن کے دیگر فضائل کثیرہ اور مناقبِ جمیلہ جو اہل علم کے ہاں معروف ہیں، سب

(١) أخرجه البيهقي في الإعتقاد/ ٣٧٤.

اُن کی براءت کے بیّن دلائل ہیں۔ یقینا جس شخص نے اُن کے خلاف خروج کیا اور جھگڑا کیا وہ حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو آگاہ فرمایا تھا کہ: ’’اُنہیں باغی گروہ قتل کرے گا‘‘، سو اُنہیں اُس گروہ نے قتل کیا تھا جس نے جنگِ صفین میں امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا۔

٢. وَقَالَ الْإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ الْإِمَامِ ابْنِ خُزَيْمَةَ، قَالَ: وَكُلُّ مَنْ نَازَعَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي إِمَارَتِهِ فَهُوَ بَاغٍ، عَلَى هَذَا عُهِدَتْ مَشَايِخُنَا وَبِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ يَعْنِي الشَّافِعِيَّ. قَالَ الشَّيْخُ: ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ مَنْ خَرَجَ عَلَيْهِ بِبَغْيِهِ، عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ»(٢).

امام بیہقی، امام ابن خزیمہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اُن سے تنازع کیا، وہ ریاستی قانون کی خلاف ورزی کرنے والا ہے۔ اسی بات پر ہمارے مشائخ کا طے شدہ قول معروف ہے اور یہی محمد بن ادریس یعنی امام شافعی کا قول ہے۔ شیخ فرماتے ہیں: جن لوگوں نے اُن کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے خروج کیا وہ (غلط ہونے کے باوجود) خارج از اسلام نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان بڑی جنگ نہ ہو گی اور اُن دونوں کا دعویٰ (اقرارِ اسلام) ایک ہی ہو گا۔

---

(٢) أخرجه البيهقي في الإعتقاد/ ٣٧٥.

٣. وَعَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﵄ مَعَهُ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُوْلُ: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ يُصْلِحُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ»(٣).

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ. وَأَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالْحُمَيْدِيُّ، وَالطَّيَالِسِيُّ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

قَالَ سُفْيَانُ: قَوْلُهُ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُعْجِبُنَا جِدًّا.

ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام حسن بصری سے سنا، اُنہوں نے کہا: میں نے ابو بکرہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر اس حال میں دیکھا کہ سیدنا حسن بن علی ﵉ آپ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اُن کی طرف، پھر فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کروائے گا۔

---

(٣) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين ﵄، ٣/ ١٣٦٩، الرقم/ ٣٥٣٦، وأحمد بن حنبل في المسند، ٥/ ٣٧، الرقم/ ٢٠٤٠٨، وأبو داود في السنن، كتاب السنة، باب ما يدل على ترك الكلام في الفتنة، ٤/ ٢١٦، الرقم/ ٤٦٦٢، والنسائي في السنن، باب مخاطبة الإمام دعيته وهو على المنبر، ٣/ ١٠٧، الرقم/ ١٤١٠، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/ ١٧٣، الرقم/ ١٦٤٨٦.

یہ حدیث صحیح ہے، اس کو امام بخاری، احمد، ابو داود، ترمذی، نسائی، حُمیدی، طیالسی اور امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

سفیان نے کہا ہے: آپ ﷺ کا ارشاد گرامی: ''مسلمانوں کے دو گروہ'' ہمیں بہت اچھا لگتا ہے۔ (کیونکہ آپ ﷺ نے آپس میں نبرد آزما دونوں گروہوں کو مسلمان قرار دیا تھا۔)

٤. وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ بِالإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ إِلَى عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنهما، قَالَ: «لَا تَقُوْلُوْا كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ وَلَكِنْ قُوْلُوْا فَسَقُوْا أَوْ ظَلَمُوْا». وَزَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي إِحْدَى رِوَايَاتِهِ: وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُوْنُوْنَ جَارُوْا عَنِ الْحَقِّ فَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نُّقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَرْجِعُوْا إِلَيْهِ(٤).

وَقَدْ ذَكَرَ الإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ سَيْفُ الدِّيْنِ الآمَدِيُّ الشَّافِعِيُّ فِي كِتَابِهِ «أَبْكَارُ الْأَفْكَارِ» فِي الْفَصْلِ التَّاسِعِ فِيْمَا جَرَى بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الْفِتَنِ وَالْحُرُوْبِ أَنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الشَّافِعِيَّةِ قَالُوْا نَحْوَهُ(٥).

امام بیہقی نے اپنی ''السنن'' میں اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''المصنف'' میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تک سندِ متصل کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ اہل

---

(٤) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنّف، ٧/ ٥٤٧، الرقم/ ٣٧٨٤١، ٣٧٨٤٢، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/ ١٧٤-١٦٤٩٨، والمروزي في تعظيم قدر الصلاة، ٢/ ٥٤٦، الرقم/ ٦٠٠، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ١/ ٣٤٦-٣٤٧، وابن تيمية في منهاج السنة، ٥/ ٢٤٦.

(٥) الآمدي في أبكار الأفكار، ٥/ ٢٩٣.

شام نے کفر کیا، بلکہ کہو کہ اُنہوں نے فسق یا ظلم کیا۔ امام ابن ابی شیبہ نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: بلکہ وہ قوم (یعنی اہلِ شام) فتنہ میں مبتلا ہو گئی اور حق سے ہٹ گئی، لہٰذا ہم پر واجب ہو گیا کہ ہم اُن سے قتال کریں حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

امام ابو الحسن سیف الدین آمدی شافعی نے اپنی کتاب ''أبکار الأفکار'' کی نویں فصل میں ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو فتنے اور جنگیں رونما ہوئیں اُن کے بارے میں کثیر شافعیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

٥. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي كِتَابِ الْفِتَنِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ» مِنْ كِتَابِهِ ((فَتْحِ الْبَارِي)): ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟﴾، [الحجرات، ٤٩/ ١٩]، فَفِيهَا الْأَمْرُ بِقِتَالِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ مَنْ قَاتَلَ عَلِيًّا كَانُوا بُغَاةً وَهَؤُلَاءِ مَعَ هَذَا التَّصْوِيبِ مُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُذَمُّ وَاحِدٌ مِنْ هَؤُلَاءِ بَلْ يَقُوْلُوْنَ اجْتَهَدُوْا فَأَخْطَئُوْا وَذَهَبَ طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُوَ قَوْلُ كَثِيرٍ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ إِلَى أَنَّ كُلًّا مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ مُصِيْبٌ وَطَائِفَةٌ إِلَى أَنَّ الْمُصِيْبَ طَائِفَةٌ لَا بِعَيْنِهَا(٦).

وَيَكْفِيْ لِإِثْبَاتِ ذَلِكَ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ». أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي ((كِتَابِ الصَّلَاةِ، بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ))،

(٦)العسقلاني في فتح الباري، ١٣/ ٦٧، الرقم/ ٦٦٩٢.

بِهَذَا اللَّفْظِ؛ وَرَوَاهُ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي ((كِتَابِ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ))، بِلَفْظِ: «يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللهِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ». وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ أَيْضًا بِاللَّفْظِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ(۷).

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''فتح الباری، کتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي علیہما السلام: «إن ابني هذا سيد»'' میں فرمایا ہے: اس آیت ﴿وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ 'اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو' میں باغی گروہ سے لڑنے کا حکم ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جن لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی وہ باغی تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق وصواب پر ہونے کے اعتقاد کے ساتھ لوگ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ وہ اُن مقاتلین میں سے کسی کی مذمت نہیں کرتے، بلکہ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے اجتہاد کیا اور غلطی کے مرتکب ہوئے، اور اہل سنت کے ایک چھوٹے سے طبقے اور کثیر معتزلہ کا کہنا ہے کہ دونوں گروہ درست تھے، ایک اور طبقہ کہتا ہے کہ بلا تعین دونوں میں سے کوئی ایک گروہ حق پر تھا۔

اور (یہ بات غلط ہے کیونکہ) ایک گروہ کے حق پر ہونے کی تعیین وتصریح کے لیے یہ صحیح حدیث ہی کافی ہے جسے امام بخاری نے بایں الفاظ نقل کیا ہے: ''عمار پر رحمت ہو اُسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے۔'' امام بخاری نے اس حدیث کو ''کتاب الصلاۃ، باب التعاون فی بناء المساجد'' میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور اُنہوں نے دوسرے مقام پر ''کتاب الجہاد والسیر،

---

(۷) أخرجه البخاری في الصحيح، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المساجد، ١/ ١٧٢، الرقم/ ٤٣٦، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار، ٣/ ١٠٣٥، الرقم/ ٢٦٥٧، وابن حبّان في الصحيح، ١٥/ ٥٥٤، الرقم/ ٧٠٧٩.

باب مسح الغبار'' میں اِن الفاظ میں روایت کیا ہے: ''وہ (عمار رضی اللہ عنہ) اُنہیں اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ (باغی گروہ کے لوگ) اُسے آگ کی طرف بلائیں گے۔'' نیز اس کو امام ابن حبان نے بھی انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جن الفاظ کے ساتھ امام بخاری نے کتاب الصلاۃ میں روایت کیا ہے۔

٦. وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ». وَفِيْهِ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «وَيْحَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ». فَالْحَدِيْثُ بِرِوَايَتَيْهِ مِنْ أَصَحِّ الصَّحِيْحِ، فَعَمَّارُ الَّذِي كَانَ فِي جَيْشِ عَلِيٍّ رضي الله عنه دَاعٍ إِلَى الْجَنَّةِ بِقِتَالِهِ مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه، فَعَلِيٌّ دَاعٍ إِلَى الْجَنَّةِ بِطَرِيْقِ الْأَوْلَى. وَفِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ زِيَادَةٌ وَهِيَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ النَّاكِبَةُ عَنِ الْحَقِّ». وَعَمَّارٌ مَا نَالَ هَذَا الْفَضْلَ إِلَّا بِكَوْنِهِ مَعَ عَلِيٍّ، فَهُوَ وَجَيْشُهُ دُعَاةٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَمُقَاتِلُوْهُمْ دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ(٨).

امام ابن حبان اپنی ''الصحیح'' میں بیان کرتے ہیں: سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' نیز اِس میں سیدنا ابو سعید خدری

(٨) أخرجه ابن حبان في الصحيح، ١٥/ ١٣١، الرقم/٦٧٣٦، وأيضًا في ١٥/ ٥٥٣، الرقم/٧٠٧٨، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٣/ ٣٦٣، الرقم/ ٨٥٢، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٩/ ٢٩٧، والمناوي في فيض القدير، ٤/ ٣٥٩.

ﷺ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمار پر رحمت ہو اُسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے۔“ یہ حدیث دونوں روایتوں کے ساتھ صحیح ترین حدیث ہے۔ حضرت عمار ﷺ سیدنا علی ﷺ کے لشکر میں تھے، جو معیتِ علی میں داعی إلی الجنۃ تھے، لہٰذا سیدنا علی ﷺ بطریقِ اَولیٰ داعی إلی الجنۃ تھے، طبرانی کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: ”عمار پر رحمت ہو اُسے وہ باغی گروہ قتل کرے گا جو حق سے ہٹ چکا ہو گا۔“ حضرت عمار بن یاسر ﷺ اس فضیلت کے حامل فقط سیدنا علی ﷺ کی معیت کی بدولت ہوئے، لہٰذا وہ اور اُن کا لشکر داعی إلی الجنۃ تھے اور اُن کے ساتھ جنگ کرنے والے داعی إلی النار تھے۔

٧. وَقَالَ الْحَافِظُ: وَكَانَتْ بَيْعَةُ عَلِيٍّ ﷺ بِالْخِلَافَةِ عَقْبَ قَتْلِ عُثْمَانَ فِي أَوَائِلِ ذِي الْحَجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ فَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَكُلُّ مَنْ حَضَرَ، وَكَتَبَ بَيْعَتَهُ إِلَى الْآفَاقِ فَأَذْعَنُوْا كُلُّهُمْ إِلَّا مُعَاوِيَةَ ﷺ فِي أَهْلِ الشَّامِ فَكَانَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ مَا كَانَ(٩).

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: سیدنا علی ﷺ کی بیعتِ خلافت، حضرت عثمان ﷺ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری میں ماہ ذی الحجہ کے شروع میں ہوئی، تمام مہاجرین و انصار اور جملہ حاضرین نے آپ کی بیعت کی، اُنہوں نے تمام اطراف میں اپنی بیعت سے متعلق لکھ بھیجا، سب نے سرِ تسلیم خم کیا، سوائے اہلِ شام میں سے حضرت معاویہ ﷺ کے، پھر اُن کے مابین وہ ہوا جو ہوا۔

---

(٩) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٧/ ٧٢.

٨. وَقَالَ الْإِمَامُ عَبْدُ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ فِي ((كِتَابِ الْإِمَامَةِ)): أَجْمَعَ فُقَهَاءُ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مِنْ فَرِيْقَي الْحَدِيْثِ وَالرَّأْيِ مِنْهُمْ: مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالْجُمْهُوْرُ الأَعْظَمُ مِنَ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ عَلِيًّا مُصِيبٌ فِي قِتَالِهِ لِأَهْلِ صِفِّيْنَ كَمَا هُوَ مُصِيْبٌ فِي أَهْلِ الْجَمَلِ، وَأَنَّ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْهُ بُغَاةٌ ظَالِمُوْنَ لَهُ لَكِنْ لَا يُكَفَّرُوْنَ بِبَغْيِهِمْ، وَقَالُوْا أَيْضًا: بِأَنَّ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْهُ بُغَاةٌ ظَالِمُونَ لَهُ لَكِنْ لَا يَجُوْزُ تَكْفِيْرُهُمْ بِبَغْيِهِمْ(١٠).

امام عبد القاہر الجرجانی اپنی کتاب ''الإمامة'' میں فرماتے ہیں: فقہاے اسلام نے فرمایا ہے: حجاز اور عراق کے محدثین اور فقہاء کرام کی دونوں طرف کی جماعتیں جن میں امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام اوزاعی اور متکلمین ﷺ اور جمیع مسلمین کے جمہورِ اعظم کا اجماع ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ اہلِ صفین کے خلاف جنگ میں حق پر تھے، جیسا کہ آپ ﷺ اہلِ جمل کے ساتھ قتال میں حق پر تھے، نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جنہوں نے حضرت علی ﷺ کے خلاف جنگ کی وہ باغی اور ظالم تھے، لیکن اُن کے خروج و بغاوت کی وجہ سے اُنہیں کافر قرار دینا جائز نہیں ہے۔

٩. وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ فِي كِتَابِهِ: ((الْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَقِ)) فِي بَيَانِ عَقِيْدَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ: وَقَالُوْا بِإِمَامَةِ عَلِيٍّ ﷺ فِي وَقْتِهِ، وَقَالُوْا بِتَصْوِيْبِ عَلِيٍّ ﷺ فِي حُرُوْبِهِ بِالْبَصْرَةِ وَبِصِفِّيْنَ وَبِنَهْرَوَانَ. وَقَالُوْا بِأَنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ تَابَا وَرَجَعَا عَنْ قِتَالِ عَلِيٍّ ﷺ ... وَهَذَا لِأَنَّهُمَا أَيْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ ﷺ مِنَ

(١٠) القرطبي في التذكرة، ٢/ ٦٢٦؛ والمناوي في فيض القدير، ٦/ ٣٦٦.

الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمَا الْحُسْنَى فَلَمْ يَمُوْتَا إِلَّا تَائِبَيْنِ مِنْ مُخَالَفَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِانْضِمَامِهِمَا لِلْعَسْكَرِ الْمُضَادِّ لَهُ(١١).

امام ابو منصور اپنی کتاب ''الفرق بين الفِرق'' میں عقیدۂ اہل سنت کی توضیح میں فرماتے ہیں: علماء کرام نے سیدنا علی ؓ کے زمانہ میں انہی کی خلافت کے حق ہونے کا قول کیا ہے اور بصرہ، صِفّین اور نَہروان کی جنگوں میں بھی حضرت علی ؓ کے حق پر ہونے کی تصریح کی ہے، اُنہوں نے کہا ہے: حضرت طلحہ اور زبیر ؓ نادم و افسردہ ہوئے اور سیدنا علی ؓ کے خلاف جنگ سے توبہ کی، اور عملاً رجوع کر لیا تھا، یہ اس لیے ہوا کہ حضرت طلحہ اور زبیر ؓ اُن خوش بختوں میں سے تھے جن کے لیے جنت واجب ہو چکی تھی، اُنہوں نے انتقال سے قبل ہی امیر المومنین سیدنا علی ؓ کے مخالف لشکر میں شمولیت پر توبہ کر لی تھی۔ سو توبہ اور رجوع کے بعد ہی ان کی وفات واقع ہوئی۔

١٠. ثُمَّ قَالَ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِيُّ: وَقَالُوْا: إِنَّ عَائِشَةَ ؓ قَصَدَتِ الإِصْلَاحَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ فَغَلَبَهَا بَنُوْ ضَبَّةَ وَالْأَزْدُ عَلَى رَأْيِهَا وَقَاتَلُوْا عَلِيًّا دُوْنَ إِذْنِهَا حَتَّى كَانَ مِنَ الأَمْرِ مَا كَانَ. فَعَائِشَةُ ؓ أَنَّهَا وَقَفَتْ فِي الْعَسْكَرِ الْمُضَادِّ لِعَلِيٍّ ؓ، وَمَا كَانَ لَهَا أَنْ تَقِفَ، لَكِنَّهَا لَمْ تَمُتْ حَتَّى رَجَعَتْ مِن ذَلِكَ، فَإِنَّهَا ؓ كَانَتْ حِيْنَ تَذْكُرُ تِلْكَ الْوَاقِعَةَ تَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا مِنْ دُمُوْعِهَا(١٢).

(١١) أبو منصور البغدادي في الفَرْق بين الفِرَق/ ٣٤٢.

(١٢) أبو منصور البغدادي في الفَرق بين الفِرَق/ ١٠١-١٠٢.

وَقَالَ: أَجْمَعُوْا أَنَّ عَلِيًّا مُصِيْبٌ فِي قِتَالِهِ أَهْلَ صِفِّيْنَ مُعَاوِيَةَ ﷺ وَعَسْكَرَهُ. وَقَالُوْا أَيْضًا: بِأَنَّ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْهُ بُغَاةٌ ظَالِمُوْنَ لَهُ وَلَكِنْ لَّا يَجُوْزُ تَكْفِيْرُهُمْ بِبَغْيِهِمْ(١٣).

مزید بر آں امام ابو منصور بغدادی نے لکھا ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا ہے: اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی فریقین کے مابین اصلاح کا قصد کیا تھا، لیکن اُن کی سوچ پر بنو ضبہ اور بنو اَزد غالب آ گئے اور ان دونوں قبیلوں کے شر پسند لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت و اطلاع کے بغیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ شروع کر دی، حتیٰ کہ وہ کچھ ہوا جو ہوا۔ اس بنا پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس لشکر میں جا کھڑی ہوئی تھیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں آیا تھا، اُس لشکر میں کھڑا ہونا اُن کے لیے مناسب نہیں تھا، لیکن اُنہوں نے بھی وصال سے قبل اس سے رجوع کر لیا تھا، اور وہ جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتیں، اتنا روتی تھیں کہ اپنے دوپٹہ کو آنسوؤں سے تر کر دیتی تھیں۔

امام ابو منصور بغدادی مزید لکھتے ہیں: علماء کرام کا اجماع ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے لشکر کے ساتھ معرکۂ صفین میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔ نیز اُنہوں نے کہا ہے: جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی وہ سب اُن سے ناانصافی و ظلم کرنے والے اور باغی تھے لیکن اُن کی اس حد درجہ مخالفت کے باوجود اُن کی تکفیر جائز نہیں ہے۔

---

(١٣) المناوي في فيض القدير، ٦/ ٣٦٦.

١١. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي ((فَتْحِ الْبَارِي)) تَحْتَ بَابِ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ»(١٤).

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں ''باب التعاون في بناء المسجد'' میں حدیث ''تقتله الفئة الباغية'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فَائِدَةٌ: رَوَى حَدِيثًا «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ ﷺ كَمَا تَقَدَّمَ، وَأُمُّ سَلَمَةَ ﷺ عِنْدَ مُسْلِمٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ ﷺ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ عِنْدَ النَّسَائِيِّ، وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَحُذَيْفَةُ وَأَبُو أَيُّوبَ وَأَبُو رَافِعٍ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَمُعَاوِيَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَأَبُو الْيُسْرِ وَعَمَّارٌ ﷺ نَفْسُهُ وَكُلُّهَا عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ وَغَيْرِهِ، وَغَالِبُ طُرُقِهَا صَحِيحَةٌ أَوْ حَسَنَةٌ، وَفِيهِ عَنْ جَمَاعَةٍ آخَرِينَ يَطُولُ عَدُّهُمْ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَفَضِيلَةٌ ظَاهِرَةٌ لِعَلِيٍّ وَلِعَمَّارٍ وَرَدٌّ عَلَى النَّوَاصِبِ الزَّاعِمِينَ أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ مُصِيبًا فِي حُرُوبِهِ.

فائدہ: حدیث ''تقتل عمارا الفئة الباغية'' کو صحابہ کرام ﷺ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے: اُن میں حضرت قتادہ بن نعمان ﷺ ہیں جیسا کہ پہلے اُس کا ذکر گزر چکا ہے، اُم المومنین حضرت اُم سلمہ ﷺ ہیں جیسا کہ امام مسلم نے روایت کیا ہے، حضرت

---

(١٤) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١/ ٥٤٢.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ امام ترمذی نے روایت کیا ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہیں، جیسا کہ امام نسائی نے روایت کیا ہے اور حضرت عثمان بن عفان، حضرت حذیفہ، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت ابو رافع، حضرت خزیمہ بن ثابت، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابو الیسر اور خود سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم شامل ہیں، جنہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، یہ تمام طرق امام طبرانی اور دوسرے محدثین کرام کے ہاں پائے جاتے ہیں اور اکثر طرق صحیح یا حسن ہیں۔ اس حدیث کے راویوں میں ایک اور جماعت کا نام بھی ہے جن کی فہرست طویل ہے۔ اس حدیث میں دلائل نبوت میں سے واضح دلیل ہے، سیدنا علی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی کھلی فضیلت ہے، اور نواصب کی تردید ہے جو گمان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی جنگوں میں حق پر نہیں تھے۔

فَإِنْ قِيلَ: كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّيْنَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، وَالَّذِينَ قَتَلُوْهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ، وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ؟ فَالْجَوَابُ: أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّيْنَ أَنَّهُمْ يَدْعُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُوْنِهِمْ، فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذٰلِكَ كَانَ عَمَّارٌ رضی اللہ عنہ يَدْعُوهُمْ إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذْ ذَاكَ وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ ذٰلِكَ لَكِنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ لِلتَّأْوِيْلِ الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ(١٥).

اگر یہ کہا جائے کہ اُن کی شہادت صفین کی جنگ میں ہوئی، جبکہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے اور جنہوں نے اُنہیں شہید کیا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی تھے اور اُن کے ساتھ

---

(١٥) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١/ ٥٤٢-٥٤٣.

بھی صحابہ کرام ﷢ کی ایک جماعت تھی، لہٰذا اُنہیں داعی الی النار کہنا کیونکر جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت معاویہ ﷜ خود کو داعی الی الجنۃ سمجھتے تھے اور وہ مجتہد تھے، (سو) ان پر اُن کے گمان کی پیروی میں کوئی ملامت نہیں، لیکن فی الحقیقت جنت کی طرف بلانے سے مراد اُس کے صحیح راستے اور سبب کی طرف بلانا ہے اور وہ امامِ برحق کی طاعت ہے، سیدنا عمار بن یاسر ﷠ سب مخالفین کو طاعتِ سیدنا علی المرتضی ﷜ کی طرف بلاتے تھے کیونکہ اُس وقت وہی واجب الاطاعت امامِ برحق تھے، جبکہ وہ لوگ (یعنی حضرت معاویہ ﷜ اور ان کی جماعت) اس کے برعکس معاملہ کی طرف بلا رہے تھے لیکن وہ اُس تاویل کی وجہ سے معذور تھے جو اُنہیں سوجھی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ بَطَّالٍ تَبَعًا لِلْمُهَلَّبِ: إِنَّمَا يَصِحُّ هَذَا فِي الْخَوَارِجِ الَّذِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ ﷜ عَمَّارًا ﷜، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ، وَلَا يَصِحُّ فِي أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَتَابَعَهُ عَلَى هَذَا الْكَلَامِ جَمَاعَةٌ مِنَ الشُّرَّاحِ وَفِيهِ نَظَرٌ مِنْ أَوْجُهٍ.

لِأَنَّ الْخَوَارِجَ إِنَّمَا خَرَجُوا عَلَى عَلِيٍّ ﷜ بَعْدَ قَتْلِ عَمَّارٍ ﷜ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ، بِذَلِكَ فَإِنَّ ابْتِدَاءَ أَمْرِ الْخَوَارِجِ كَانَ عَقِبَ التَّحْكِيمِ، وَكَانَ التَّحْكِيمُ عَقِبَ انْتِهَاءِ الْقِتَالِ بِصِفِّينَ، وَكَانَ قَتْلُ عَمَّارٍ ﷜ قَبْلَ ذَلِكَ قَطْعًا، فَكَيْفَ يَبْعَثُهُ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ بَعْدَ مَوْتِهِ(١٦).

ابن بطال نے مہلّب کی پیروی میں کہا ہے: یہ بات اُن خوارج کے بارے میں درست ہے جن کی طرف سیدنا علی ﷜ نے حضرت عمار بن یاسر ﷠ کو بھیجا تھا کہ وہ اُنہیں جماعت کی

---

(١٦) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١/ ٥٤٢

طرف بلائیں، اور یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے بارے میں کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس بات میں شارحین کی ایک جماعت نے اُن کی پیروی کی ہے، لیکن اس میں کئی وجوہ سے کلام (یعنی اعتراض) ہے۔

اس لیے کہ خوارج نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد کیا تھا، اس سلسلے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ خوارج کے معاملہ کا آغاز تحکیم کے بعد اور جنگ صفین کے خاتمہ پر ہوا، جب کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت قطعی طور پر اس سے قبل (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے ہاتھوں) ہو چکی تھی، سو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں اُن کے شہید ہو جانے کے بعد خوارج کی طرف کیسے بھیج دیا تھا؟ (لہٰذا یہ بات خلافِ واقعہ اور خلافِ حقیقت ہے۔)

١٢. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ أَيْضًا: وَدَلَّ حَدِيْثُ: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» عَلَى أَنَّ عَلِيًّا كَانَ الْمُصِيْبَ فِي تِلْكَ الْحَرْبِ، لِأَنَّ أَصْحَابَ مُعَاوِيَةَ قَتَلُوْهُ، وَقَدْ أَخْرَجَ الْبَزَّارُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: ((كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ وَقَدْ خَرَجَ أَهْلُ دِيْنِكُمْ يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ وُجُوْهَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: أُنْظُرُوا الْفِرْقَةَ الَّتِي تَدْعُوْ إِلَى أَمْرِ عَلِيٍّ رضي الله عنه فَالْزِمُوْهَا، فَإِنَّهَا عَلَى الْحَقِّ)). وَأَخْرَجَ يَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ رحمه الله قَالَ: لَمَّا بَلَغَ مُعَاوِيَةَ غَلَبَةُ عَلِيٍّ رضي الله عنه عَلَى أَهْلِ الْجَمَلِ دَعَا إِلَى الطَّلَبِ بِدَمِ عُثْمَانَ رضي الله عنه، فَأَجَابَهُ أَهْلُ الشَّامِ، فَسَارَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ رضي الله عنه فَالْتَقَيَا بِصِفِّيْنَ. وَقَدْ ذَكَرَ يَحْيَي بْنُ سُلَيْمَانَ الْجَعْفِيُّ أَحَدُ شُيُوخِ الْبُخَارِيِّ فِي كِتَابِ صِفِّيْنَ فِي تَأْلِيْفِهِ

بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ ﷺ: ((أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوَ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ قَالَ: لَا، وَإِنِّي لَا، لَأَعْلَمُ أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ، وَلَكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَوَلِيُّهُ أَطْلُبُ بِدَمِهِ. فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوْهُ، فَقَالَ: يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ إِلَيَّ، فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ ﷺ فَسَارَ عَلِيٌّ ﷺ فِي الْجُيُوشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتَّى نَزَلَ بِصِفِّيْنَ، وَسَارَ مُعَاوِيَةُ ﷺ حَتَّى نَزَلَ هُنَاكَ وَذَلِكَ فِي ذِي الْحَجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ، فَتَرَاسَلُوا فَلَمْ يَتِمَّ لَهُمْ أَمْرٌ، فَوَقَعَ الْقِتَالُ))(١٧).

حافظ ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری'' میں مزید لکھتے ہیں: حدیث ''تقتل عمارا الفئة الباغية'' دلالت کرتی ہے کہ سیدنا علی ﷺ ان تمام جنگوں میں حق پر تھے، کیونکہ حضرت معاویہ ﷺ کے ساتھیوں نے سیدنا عمار ﷺ کو شہید کیا تھا۔ امام بزار سندِ جید کے ساتھ حضرت زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بیان کیا: ہم سیدنا حذیفہ ﷺ کے پاس تھے، اُنہوں نے فرمایا: اُس وقت تمہارا کیا حال ہو گا، جب تمہارے ہی دین والے خروج کریں گے اور ایک دوسرے پر تلواروں کے ساتھ حملہ آور ہوں گے؟ لوگوں نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں (اس وقت کے لیے) کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تم اُس گروہ پر نظر رکھنا جو سیدنا علی ﷺ کے امر کی طرف بلا رہا ہو، اسی کی پیروی کرنا یقیناً وہ حق پر ہو گا۔ امام یعقوب بن سفیان سندِ جید کے ساتھ امام زہری ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بیان کیا: جب حضرت معاویہ ﷺ کو اہل جمل پر سدنا علی ﷺ کے غلبہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے لوگوں کو

---

(١٧) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١٣/ ٨٥-٨٦.

قصاصِ عثمان کے مطالبے کی طرف بلایا، اس پر اہل شام نے لبیک کہا۔ پھر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑے، نتیجتاً صفین کے مقام پر آمنا سامنا ہوا، امام بخاری کے ایک شیخ یحییٰ بن سلیمان جعفی نے "کتاب الصفین" میں حضرت ابو مسلم خولانی سے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلافت میں تنازعہ کرتے ہیں کیا آپ اُن کی مثل ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے افضل ہیں اور اس امر میں مجھ سے زیادہ حق دار ہیں، لیکن تم جانتے ہو کہ عثمان ظلماً قتل کیے گئے اور میں اُن کا چچازاد اور وارث ہوں، اُن کا قصاص مانگتا ہوں۔ تم علی کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ قاتلینِ عثمان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور اُن سے بات کی تو اُنھوں نے فرمایا: پہلے وہ میری بیعت کریں اور پھر اُن کا کیس میرے پاس لائیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق سے ایک لشکر کے ساتھ نکلے، اور صفین میں اُترے، اُدھر سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چلے، وہ بھی وہیں اترے، یہ واقعہ ذی الحج ۳۶ ہجری میں ہوا، پھر اُنھوں نے باہم مراسلات کا سلسلہ شروع کیا لیکن معاملہ کسی کنارے نہ لگا، بالآخر جنگ واقع ہو گئی۔

١٣. قَالَ الْحَافِظُ: وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَبِي الرِّضَا سَمِعْتُ عَمَّارًا يَوْمَ صِفِّيْنَ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّكْتَنِفَهُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ مُحْتَسِبًا))، وَمِنْ طَرِيْقِ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ عَمَّارٍ فَقَالَ رَجُلٌ: كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ عَمَّارٌ: لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِكَ

نَبِيُّنَا وَاحِدٌ، وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ حَادُوْا عَنِ الْحَقِّ، فَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نُّقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَرْجِعُوْا(١٨).

حافظ ابن حجر عسقلانی مزید لکھتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ سند جید کے ساتھ حضرت ابو الرضا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: میں نے جنگِ صفین میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص چاہتا ہے کہ اسے جنت کی خوبصورت آنکھوں والی حوروں کا ساتھ نصیب ہو، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے امر کا احتساب کرتے ہوئے اور دو صفوں کے درمیان آجائے (یعنی اس معرکہ حق میں شریک ہو)۔ زیاد بن حارث بیان کرتے ہیں: میں عمار رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھا کہ ایک شخص نے کہا: اہلِ شام کفر کے مرتکب ہو گئے ہیں، اس پر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مت کہو، ہم سب کے نبی ایک ہی ہیں، لیکن وہ ایسی قوم ہے جو جادۂ حق سے ہٹ گئی ہے، لہٰذا ہم پر واجب ہو گیا ہے کہ اُن سے جنگ کریں، یہاں تک کہ وہ حق کی طرف پلٹ آئیں۔

١٤. وَذَكَرَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي ((الْمَطَالِبِ الْعَالِيَةِ)) بَابُ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ: أَنَّ صَاحِبَيْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْكَوَّاءِ وَابْنَ عِبَادٍ سَأَلَاهُ عَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ قَالَا: فَأَخْبِرْنَا عَنْ قِتَالِكَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ (يَعْنِيَانِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ) صَاحِبَاكَ فِي الْهِجْرَةِ وَصَاحِبَاكَ فِي بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَصَاحِبَاكَ فِي الْمَشُوْرَةِ؟ فَقَالَ: بَايَعَانِي بِالْمَدِيْنَةِ وَخَالَفَانِي بِالْبَصْرَةِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا

(١٨) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١٣/ ٨٦

مِمَّنْ بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ ؓ خَلَعَهُ لَقَاتَلْنَاهُ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ بَايَعَ عُمَرُ ؓ خَلَعَهُ لَقَاتَلْنَاهُ.(١٩).

وَعَزَاهُ لِإِسْحَقَ بْنِ رَاهْوَيْهِ، قَالَ الْحَافِظُ الْبُوْصِيْرِيُّ: رَوَاهُ إِسْحَقُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ.

حافظ ابن حجر عسقلانی ’’المطالب العالية، باب قتال أهل البغي‘‘ میں لکھتے ہیں: سیدنا علی ؓ کے دو ساتھی عبد اللہ بن الکواء اور ابن عباد نے اُن سے پوچھا: آپ ہمیں ان دو شخصوں یعنی حضرت طلحہ اور زبیر ؓ کے ساتھ جنگ کی وجہ بتلائیں جو ہجرت میں، بیعتِ رضوان میں اور مشاورت میں ہمیشہ آپ کے ساتھی تھے؟ حضرت علی ؓ نے فرمایا: ان حضرات نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں آکر توڑ دی۔ اگر کوئی شخص ابو بکر اور عمر ؓ کی بیعت کرکے توڑ دیتا تو میں اُس کے ساتھ بھی اسی طرح جنگ کرتا۔

اس حدیث کی نسبت اسحاق بن راہویہ کی طرف کی گئی ہے۔ امام بوصیری نے بھی فرمایا ہے: اسے امام اسحاق نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٥. وَقَالَ الإِمَامُ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ الْحَنَفِيُّ: قُلْتُ: كَيْفَ يُقَالُ: كَانَ مُعَاوِيَةُ ؓ مُخْطِئًا فِي اجْتِهَادِهِ، فَمَا كَانَ الدَّلِيْلُ فِي اجْتِهَادِهِ؟ وَقَدْ بَلَغَهُ الْحَدِيْثُ الَّذِي قَالَا: وَيْحَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، وَابْنُ سُمَيَّةَ هُوَ

---

(١٩) ابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، باب قتال أهل البغي، ١٨/ ١٠٢، الرقم/ ٤٣٩٤، وأيضًا في فتح الباري، ١٣/ ٥٥.

FMRi

عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ﷺ، وَقَدْ قَتَلَهُ فِئَةُ مُعَاوِيَةَ، أَفَلَا يَرْضَى مُعَاوِيَةُ ﷺ سَوَاءً بِسَوَاءٍ حَتَّى يَكُوْنَ لَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ؟(٢٠)

امام بدر الدین العینی الحنفی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: یہ کیسے کہہ دیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ ﷺ نے اپنے اجتہاد میں خطا کی، سوال یہ ہے کہ ان کے اجتہاد پر دلیل کیا ہے؟ حالانکہ انہیں وہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ابن سمیہ پر رحمت ہو، اِس کو باغی گروہ قتل کرے گا، ابن سمیہ حضرت عمار بن یاسر ﷺ ہیں، اور اُنہیں حضرت معاویہ ﷺ کے گروہ نے ہی شہید کیا تھا۔ کیا حضرت معاویہ ﷺ اس بات پر راضی نہیں کہ ان کا معاملہ برابر برابر ہو جائے، چہ جائیکہ ان کے لیے (غلط اجتہاد کا) اجر واحد ہو؟

١٦. وَقَالَ الْمُلَّا عَلِيُّ الْقَارِيُ فِي الْمِرْقَاةِ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ»: قَالَ الطِّيْبِيُّ: تَرَحَّمَ عَلَيْهِ بِسَبَبِ الشِّدَّةِ الَّتِي يَقَعُ فِيْهَا عَمَّارٌ مِنْ قِبَلِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ، يُرِيْدُ بِهِ مُعَاوِيَةَ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ، وَقَالَ ابْنُ الْمَلِكِ: اِعْلَمْ أَنَّ عَمَّارًا قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ وَفِئَتُهُ، فَكَانُوْا طَاغِيْنَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيْثِ، لِأَنَّ عَمَّارًا كَانَ فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ، وَهُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْإِمَامَةِ فَامْتَنَعُوْا عَنْ بَيْعَتِهِ. وَحُكِيَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ يُؤَوِّلُ مَعْنَى الْحَدِيْثِ وَيَقُوْلُ: ((نَحْنُ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ طَالِبَةٌ لِدَمِ عُثْمَانَ)) وَهَذَا كَمَا تَرَى تَحْرِيْفٌ، إِذْ مَعْنَى طَلَبِ الدَّمِ غَيْرُ مُنَاسِبٍ هُنَا، لِأَنَّهُ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ فِي إِظْهَارِ فَضِيْلَةِ عَمَّارٍ وَذَمِّ قَاتِلِهِ، لِأَنَّهُ جَاءَ فِي طَرِيْقِ وَيْحٍ. قُلْتُ: ((وَيْحٌ)) كَلِمَةٌ تُقَالُ لِمَنْ وَقَعَ فِي هَلَكَةٍ لَا يَسْتَحِقُّهَا فَيَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ وَيُرْثَى لَهُ بِخِلَافِ ((وَيْلٍ))، فَإِنَّهَا كَلِمَةُ عُقُوْبَةٍ

---

(٢٠) العيني في عمدة القاري، ٢٤/ ١٩٢، الرقم/ ٧٠٨٣.

تُقَالُ لِلَّذِي يَسْتَحِقُّهَا وَلَا يَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ هَذَا، وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِرِوَايَةِ الإِمَامِ أَحْمَدَ وَالْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ ﷺ مَرْفُوْعًا: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ». وَهَذَا كَالنَّصِّ الصَّرِيْحِ فِي مَعْنَى الصَّحِيْحِ الْمُتَبَادِرِ مِنَ الْبَغْيِ الْمُطْلَقِ فِي الْكِتَابِ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْيِ﴾ [النحل، ١٦/ ٩٠]، وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ: ﴿فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ﴾ [الحجرات، ٤٩/ ٩]، فَإِطْلَاقُ اللَّفْظِ الشَّرْعِيِّ عَلَى إِرَادَةِ الْمَعْنَى اللُّغْوِيِّ عُدُوْلٌ عَنِ الْعَدْلِ وَمَيْلٌ إِلَى الظُّلْمِ الَّذِيْ هُوَ وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْبَغْيَ بِحَسْبِ الْمَعْنَى الشَّرْعِيِّ وَالإِطْلَاقِ الْعُرْفِيِّ خُصَّ مِنْ عُمُوْمِ مَعْنَى الطَّلَبِ اللُّغَوِيِّ إِلَى طَلَبِ الشَّرِّ الْخَاصِّ بِالْخُرُوْجِ الْمَنْهِيِّ، فَلَا يَصِحُّ أَنْ يُرَادَ بِهِ طَلَبُ دَمِ خَلِيْفَةِ الزَّمَانِ وَهُوَ عُثْمَانُ ﷺ.

وَقَدْ حُكِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ تَأْوِيْلٌ أَقْبَحُ مِنْ هَذَا حَيْثُ قَالَ: إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَفِئَتُهُ، حَيْثُ حَمَلَهُ عَلَى الْقِتَالِ وَصَارَ سَبَبًا لِقَتْلِهِ فِي الْمَآلِ، فَقِيْلَ لَهُ فِي الْجَوَابِ: فَإِذَنْ قَاتِلُ حَمْزَةَ هُوَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْثُ كَانَ بَاعِثًا لَهُ عَلَى ذَلِكَ، وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى حَيْثُ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِقِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ هَذَا الْحَدِيْثَ فِيْهِ مُعْجِزَاتٌ ثَلَاثٌ، إِحْدَاهَا: أَنَّهُ سَيُقْتَلُ، وَثَانِيْهَا: أَنَّهُ مَظْلُوْمٌ، وَثَالِثُهَا: أَنَّ قَاتِلَهُ بَاغٍ مِنَ الْبُغَاةِ. وَالْكُلُّ صِدْقٌ

وَحَقٌّ. ثُمَّ رَأَيْتُ الشَّيْخَ أَكْمَلَ الدِّيْنِ قَالَ: الظَّاهِرُ أَنَّ هَذَا أَي التَّأْوِيْلَ السَّابِقَ عَنْ مُعَاوِيَةَ. وَمَا حُكِيَ عَنْهُ أَيْضًا مِنْ أَنَّهُ قَتَلَهُ مَنْ أَخْرَجَهُ لِلْقَتْلِ وَحَرَّضَهُ عَلَيْهِ كُلٌّ مِنْهُمَا افْتِرَاءٌ عَلَيْهِ، أَمَّا الْأَوَّلُ فَتَحْرِيْفٌ لِلْحَدِيْثِ، وَأَمَّا الثَّانِي فَلِأَنَّهُ مَا أَخْرَجَهُ أَحَدٌ بَلْ هُوَ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مُجَاهِدًا فِي سَبِيْلِ اللهِ قَاصِدًا لِإِقَامَةِ الْفَرْضِ، وَإِنَّمَا كَانَ كُلٌّ مِّنْهُمَا افْتِرَاءً عَلَى مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهُ ﷺ أَعْقَلُ مِنْ أَنْ يَقَعَ فِي شَيْءٍ ظَاهِرِ الْفَسَادِ عَلَى الْخَاصِّ وَالْعَامِّ. قُلْتُ: فَإِذًا كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَّرْجِعَ عَنْ بَغْيِهِ بِإِطَاعَتِهِ الْخَلِيْفَةَ وَيَتْرُكُ الْمُخَالَفَةَ وَطَلَبَ الْخِلَافَةِ الْمُنِيْفَةِ، فَتَبَيَّنَ بِهَذَا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَاطِنِ بَاغِيًا، وَفِي الظَّاهِرِ مُتَسْتِرًا بِدَمِ عُثْمَانَ مُرَاعِيًا مُرَائِيًا، فَجَاءَ هَذَا الْحَدِيْثُ عَلَيْهِ نَاعِيًا، وَعَنْ عَمَلِهِ نَاهِيًا، لَكِنْ كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا، فَصَارَ عِنْدَهُ كُلُّ مَنْ فِي الْقُرْآنِ وَالْحَدِيْثِ مَهْجُوْرًا. فَرَحِمَ اللهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ، وَتَوَلَّى الْاِقْتِصَادَ فِي الْاِعْتِقَادِ، لِئَلَّا يَقَعَ فِي جَانِبَي سَبِيْلِ الرَّشَادِ مِنَ الرَّفْضِ وَالنَّصْبِ بِأَنْ يُّحِبَّ جَمِيْعَ الْآلِ وَالصَّحْبِ(٢١).

ملا علی قاری ”مرقاة المفاتيح“ میں ”تقتلك الفئة الباغية“ کی شرح میں لکھتے ہیں: امام طیبی فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمار ﷺ پر رحم فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا، کیونکہ وہ باغی گروہ کی جانب سے بہت زیادہ اذیت میں مبتلا ہونے والے تھے، اس سے

(٢١) الملا علي القاري في المرقاة شرح المشكاة، ١١/ ١٧-١٨.

آپ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی جماعت مراد لی ہے، کیونکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صفین کی جنگ میں شہید کیے گئے تھے۔ محدث ابن الملک کہتے ہیں: جان لیجئے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے گروہ نے شہید کیا تھا، لہٰذا اس حدیث کی رو سے وہ باغی اور طاغی قرار پائے، کیونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ لشکر مرتضوی میں تھے اور وہی خلافت کے حق دار تھے، اُن لوگوں نے اُن کی بیعت سے روگردانی کی تھی۔ منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے معنٰی میں تاویل کی تھی اور کہا تھا: "ہم فئة باغية (وہ باغی گروہ ہیں) یہ قصاصِ عثمان کے مطالبہ کے معنٰی میں ہے"۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ تحریف ہے، کیونکہ اس مقام پر "بغي" بمعنی مطالبہ کوئی مناسبت نہیں رکھتا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اُن کے قاتل کی مذمت میں ذکر فرمائی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ "وَیح" سے آیا ہے۔ میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں: لفظ "وَیح" اُس شخص کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے جو کسی مصیبت کا شکار ہونے والا ہو، لیکن وہ بے گناہ ہو، اُس پر رحم کھاتے اور افسوس کرتے ہوئے یہ لفظ بولا جاتا ہے، بخلاف لفظ "وَیل" کے، یہ کلمہ اظہار سختی کے لیے اُس شخص کے بارے میں بولا جاتا ہے جو اُس سختی کا حقدار ہو اور قابلِ رحم نہ ہو۔ اس لغوی تائید کے علاوہ اس بات کی تصدیق "الجامع الصغير" میں بروایت امام احمد و امام بخاری، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں ہے: "عمار پر رحمت ہو اُسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے۔" اور یہ حدیث لفظ "بغي" کے معنٰی کی تعیین میں نص صریح کی مانند ہے، ایسا صریح معنی جو بغاوتِ مطلق کے لیے فوری طور پر ذہنوں میں آتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْيِ﴾ 'وہ بے حیائی، برائی اور بغاوت سے منع کرتا ہے' اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ﴾ 'پس اگر اُن

میں سے ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے' ۔ لہٰذا لفظ شرعی کا اطلاق اپنے مطلب کے معنی کی طرف پھیرنا عدل سے روگردانی اور ظلم کی طرف میلان ہے۔ ظلم یہ ہے کہ کسی چیز کو اُس کے مقام پر نہ رکھا جائے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ لفظِ "بغي" اپنے شرعی معنی اور عرفی اطلاق کے لحاظ سے 'طلب کرنے' کے عمومی معنی کے بجائے 'خروج' کے ممنوع اور قبیح شر کے معنیٔ خصوصی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو خلیفۂ زمان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبے کا معنیٰ پہنانا ہرگز درست نہیں ہے۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس سے بھی زیادہ قبیح تاویل منقول ہے، اُنہوں نے کہا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے گروہ نے قتل کیا، اس لحاظ سے کہ اُنہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو جنگ پر ابھارا اور انجام کار وہ جنگ اُن کے قتل کا باعث بنی۔ اُنہیں جواباً کہا گیا ہے: پھر تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کے قاتل (العیاذ باللہ تعالیٰ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتے ہیں کیونکہ آپ ہی نے اُنہیں اس جنگ پر آمادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا بھی قاتل ہونا لازم آتا ہے، کیونکہ اُسی نے مومنین کو مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (اسی طرح دیگر شہداء صحابہ کے قتل کا الزام بھی معاذ اللہ! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے گا)۔ فی الجملہ یہ کہ اس حدیث میں تین معجزات ہیں: ایک یہ کہ عمار عنقریب شہید کیے جائیں گے، دوسرا یہ کہ وہ مظلوم ہوں گے اور تیسرا یہ کہ اُن کا قاتل باغیوں میں سے ایک باغی ہوگا۔ یہ تمام باتیں سچ اور حق ثابت ہوئیں۔ پھر میں نے شیخ اکمل الدین کے کلام کو دیکھا، اُنہوں نے کہا ہے: ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ تاویل اور اُن کی طرف سے جو نقل کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: حضرت عمار کا قاتل وہ شخص ہے جو اُنہیں میدان میں لایا اور جنگ پر اُبھارا، یہ دونوں باتیں اُن پر بہتان ہیں۔ پہلی بات تحریفِ حدیث کے معنیٰ میں آتی ہے، اور دوسری بات اس لیے غلط ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے نہیں نکالا تھا، بلکہ وہ از خود اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ اور ادائیگی فرض کے جذبہ سے

نکلے تھے۔ یہ دونوں باتیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان لگتی ہیں، اس لیے کہ وہ ایسی تاویل میں پڑنے سے زیادہ عقل مند تھے۔ اس تاویل کا فاسد ہونا ہر خاص و عام پر واضح اور ظاہر ہے۔ میں (علی القاری) کہتا ہوں: اس صورت میں تو اُن پر واجب تھا کہ وہ بغاوت کو چھوڑتے ہوئے خلیفۂ برحق کی اطاعت کی طرف رجوع کرتے، مخالفت ترک کر دیتے اور خلافتِ عظمیٰ کی طلب سے باز آجاتے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ باطن میں باغی تھے اور ظاہراً قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کی آڑ لے کر دِکھاوا کرنے والے تھے۔ یہ حدیث اُن پر طعن کرنے والی ہے اور ان کی اتباع سے روکنے والی ہے، لیکن وہی ہو کر رہا جو تقدیر میں لکھا تھا۔ سو اُن کے نزدیک جو کچھ قرآن و حدیث میں مرقوم تھا سب متروک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اُس شخص پر رحمت ہو جس نے انصاف کیا اور تعصب اور بے راہ روی سے کنارہ کیا اور اعتقاد میں اعتدال کو محبوب رکھا، تاکہ وہ رُشد و ہدایت کے راستے سے ہٹ کر رافضیت اور ناصبیت میں مبتلا نہ ہو اور جمیع آل و اصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت کرے۔

١٧. قَالَ الْمُنَاوِيُّ فِي ((فَيْضِ الْقَدِيْرِ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ)): «تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ الْقَاضِي فِي شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ: يُرِيْدُ بِهِ مُعَاوِيَةَ وَقَوْمَهُ، وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِي بَغْيِ طَائِفَةِ مُعَاوِيَةَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا عَمَّارًا فِي وَقْعَةِ صِفِّيْنَ، وَأَنَّ الْحَقَّ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مِنَ الأَخْبَارِ بِالْمُغَيَّبَاتِ «يَدْعُوْهُمْ» أَيْ عَمَّارٌ يَدْعُوْ الْفِئَةَ وَهُمْ أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ بِوَقْعَةِ صِفِّيْنَ فِي الزَّمَانِ الْمُسْتَقْبَلِ «إِلَى الْجَنَّةِ» أَيْ إِلَى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الإِمَامِ الْحَقِّ «وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى» سَبَبِ «النَّارِ» وَهُوَ عِصْيَانُهُ وَمُقَاتَلَتُهُ، قَالُوْا: وَقَدْ وَقَعَ ذٰلِكَ فِي يَوْمِ

صِفِّيْنَ دَعَاهُمْ فِيْهِ إِلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ وَقَتَلُوْهُ، فَهُوَ مُعْجِزَةٌ لِلْمُصْطَفَى ﷺ وَعَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ نُبُوَّتِهِ(٢٢).

وَقَدْ جَاءَ فِي فَضَائِلِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنه أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ، فَهُوَ مِنَ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ وَمِنْ أَوَائِلِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ أَظْهَرُوْا إِسْلَامَهُمْ، وَقَدْ وَصَفَهُ الرَّسُوْلُ ﷺ بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ(٢٣).

أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْمَنَاقِبِ، وَابْنُ مَاجَه فِي ((الْمُقَدَّمَةِ)) بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

امام مناوی نے ''فیض القدیر شرح الجامع الصغیر'' میں ''تقتله الفئة الباغية'' کی تشریح میں کہا ہے: قاضی بیضاوی نے ''شرح المصابیح'' میں فرمایا ہے: اس سے حضرت معاویہ رضی الله عنه اور اُن کا گروہ مراد ہے، اور یہ حدیث حضرت معاویہ رضی الله عنه اور اُن کے گروہ کے باغی ہونے میں صریح ہے (یعنی اس میں کسی تاویل، شرح اور وضاحت کی کوئی حاجت نہیں ہے)، اُنہوں نے ہی جنگِ صفین میں حضرت عمار رضی الله عنه کو شہید کیا تھا اور حق سیدنا علی رضی الله عنه کے ساتھ تھا اور یہ حدیث مبارک غیبی خبروں میں سے ہے۔ ''يدعوهم'' (وہ اُنہیں بلائے گا) یعنی عمار اُس گروہ کو بلائیں گے جو کہ حضرت معاویہ رضی الله عنه کے ساتھی ہوں گے جنہوں نے اُنہیں زمانۂ مستقبل میں صفین میں قتل کرنا تھا۔ ''إلى الجنة'' جنت کی طرف سے بلانے

---

(٢٢) المناوي في فيض القدير، ٦/ ٣٦٥.

(٢٣) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر رضي الله عنه، ٥/ ٦٦٨، الرقم/ ٣٧٩٨، وابن ماجه في السنن، كتاب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، باب فضل عمار بن ياسر رضي الله عنه، ١/ ٥٢، الرقم/ ١٤٦.

سے مراد سببِ جنت کی طرف بلانا ہے اور وہ امامِ حق کی طرف بلانا ہے۔ ’’ویدعونه إلی النار‘‘: اور وہ لوگ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے، اس کا معنیٰ اُس کے سبب کی طرف بلانا ہے اور وہ خلیفۂ حق کی نافرمانی اور اُس کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ علماء نے کہا ہے: یہ سب کچھ صفین میں وقوع پذیر ہوا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اُنہیں امامِ حق کی طرف بلایا تھا اور اُنہوں نے اُنہیں شہید کر دیا تھا۔ یہ (اس واقعہ کی قبل از وقت خبر دینا) سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک بڑی دلیل ہے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ سابقین اولین میں سے تھے اور اُن اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنہوں نے آغاز ہی میں اسلام کا اظہار کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں پاکیزہ اور پاک کنندہ فرمایا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سنن کی ’کتاب المناقب‘ میں اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن کے ’مقدمہ‘ میں سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٨. قَالَ الْقَاضِي أَبُوْ بَكْرِ ابْنُ الْعَرَبِيِّ الْمَالِكِيُّ فِي شَرْحِ هَذَا الْحَدِيْثِ: وَقَدْ كَانَ عَمَّارٌ بَرِيئًا عَنِ الْخُبْثِ مُبَرَّئًا غَيْرُهُ عَنْهُ، وَتَبْرِئَتُهُ لِلْغَيْرِ بِأَنَّ أُمَّةً كَانَ فِيْهَا لَاخُبْثَ عِنْدَهَا، لِأَنَّهُ طَيِّبُهَا، أَيْ شَهِدَ لَهَا بِالطَّيِّبِ بِكَوْنِهِ فِيْهَا، كَمَا شَهِدَ عَلَى الأُخْرَى بِالْبَغْيِ لِكَوْنِهِ عَلَيْهَا، بِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي عَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. أَيْ الطَّالِبَةُ لِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنَّمَا كَانَتْ تَطْلُبُ الدُّنْيَا وَلَكِنْ بِاجْتِهَادٍ(٢٤).

---

(٢٤) ابن العربي المالكي في عارضة الأحوذي، ١٣/ ١٦٩-١٧٠.

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِي سُنَنِهِ، كِتَابُ الإِيْمَانِ وَشَرَائِعِهِ، بَابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الإِيْمَانِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مُلِئَ عَمَّارٌ إِيْمَانًا إِلَى مَشَاشِهِ»(٢٥).

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ بِسَنَدٍ مُتَّصِل عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ ﵂، قَالَتْ: مَا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَشَاءُ أَنْ أَقُوْلَ فِيْهِ إِلَّا قُلْتُ: إِلَّا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «إِنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ حُشِيَ مَا بَيْنَ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ إِيْمَانًا»(٢٦).

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ: مَنْ عَادَى عَمَّارًا عَادَاهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ اللهُ(٢٧).

أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ فِي الْمُسْنَدِ، وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ .

---

(٢٥) أخرجه النسائي في السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب تغافل أهل الإيمان، ٨/ ١١١، الرقم/ ٥٠٠٧؛ وابن ماجه في السنن، باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، فضل عمار بن ياسر، ١/ ٥٢، الرقم/ ١٤٧، وذكره ابن الأثير في جامع الأصول، ٩/ ٤٦، الرقم/ ٦٥٨٥.

(٢٦) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/ ١١٣٨.

(٢٧) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/ ٨٩، الرقم/ ١٦٨٦٠، والحاكم في المستدرك، ٣/ ٤٤١، الرقم/ ٥٦٧٤.

وَنَقَلَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي ((الْإِصَابَةِ)) الإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ قُتِلَ فِي جَيْشِ عَلِيٍّ ﷺ بِصِفِّيْنَ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ لِلْهِجْرَةِ(٢٨).

قاضی ابو بکر ابن العربی مالکی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: حضرت عمار ﷺ خود خُبث یعنی پلیدی سے پاک تھے اور دوسروں کو پلیدی سے پاک کرنے والے تھے، دوسروں کو پاک اور مبراء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس لشکر میں تھے وہ لشکر نیت کی پلیدی سے دور تھا، اس لیے یہ اُن کے حق میں مطیّب (پاکیزہ کرنے والے) تھے، یعنی اِن کی اُس گروہ میں موجودگی اُس گروہ کے پاک ہونے کی عملی گواہی تھی، جیسا کہ ان کا دوسرے گروہ کے خلاف ہونا اس گروہ کے باغی ہونے کی گواہی تھی، اس لیے کہ حضرت عمار ﷺ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: (تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) اس کا مطلب ہے: ناحق کو طلب کرنے والا گروہ، اور وہ گروہ محض دنیا کا طالب تھا لیکن اجتہاد سے۔

امام نسائی نے اس موضوع پر اپنی "سنن" کی "كتاب الإيمان وشرائعه، باب تفاضل أهل الإيمان" میں ایک اور روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمار کی ہڈیوں تک میں ایمان بھرا ہوا ہے۔

اسی موضوع پر متصل سند کے ساتھ ایک اور حدیث بھی مروی ہے، مسروق نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ میں سے ایسا کوئی نہیں جس کے بارے میں اگر میں کچھ کہنا چاہوں تو نہ کہہ سکوں، سوائے عمار بن یاسر ﷺ کے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: عمار اپنے قدموں کے تلووں سے لے کر کانوں کی لَو تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔

---

(٢٨) ابن حجر العسقلاني في الإصابة، ٤/ ٥٧٥.

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے: جس شخص نے عمار سے دشمنی رکھی اللہ تعالیٰ اُس کو دشمن رکھتا ہے اور جس نے عمار سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ اُس سے بغض رکھتا ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے "المسند" میں اور امام حاکم نے "المستدرك" میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الإصابة" میں نقل کیا ہے: اس پر اجماع ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے اور صفین میں ۳۷ ہجری میں شہید کیے گئے۔

١٩. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي ((الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ)): وَهَذَا مَقْتَلُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالَبٍ قَتَلَهُ أَهْلُ الشَّامِ. وَبَانَ وَظَهَرَ بِذَلِكَ سِرُّ مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ ﷺ مِنْ أَنَّهُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، وَبَانَ بِذَلِكَ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ مُحِقٌّ وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ بَاغٍ، وَمَا فِي ذَلِكَ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ(٢٩).

حافظ ابن کثیر نے "البداية والنهاية" میں بیان کیا ہے: اور یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ ہے، جو امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے، انہیں اہل شام نے (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے) قتل کیا، اِس سے حضور نبی اکرم ﷺ کی اُس حدیث کا راز ظاہر ہو گیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا، اِس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ صحیح حق دار تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ناحق کے طلب گار تھے۔

---

(٢٩) ابن كثير في البداية والنهاية، ٧/ ٢٦٧.

٢٠. قَالَ الإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْقُرْطَبِيُّ فِي ((التَّذْكِرَةِ)): وَالإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلَى أَنَّ طَائِفَةَ الإِمَامِ طَائِفَةُ عَدْلٍ وَالْأُخْرَى طَائِفَةُ بَغْيٍ، وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ عَلِيًّا ﷛ كَانَ الإِمَامَ. وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ»(٣٠). وَلَهُ طُرُقٌ غَيْرُ هَذَا فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ(٣١).

امام ابو عبد اللہ قرطبی اپنی کتاب ’’التذکرۃ‘‘ میں لکھتے ہیں: اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ امام علی ﷛ والا گروہ ہی انصاف والا گروہ تھا اور دوسرا گروہ باغی تھا۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ امام برحق تھے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار ﷛ سے فرمایا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اس حدیث کے صحیح مسلم میں اس کے علاوہ بھی طرق ہیں۔

٢١. وَقَالَ أَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي كِتَابِ الْاِسْتِيْعَابِ لَهُ فِي تَرْجَمَةِ عَمَّارٍ ﷛: وَتَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» وَهُوَ مِنْ أَصَحِّ الْأَحَادِيْثِ(٣٢).

امام ابو عمر بن عبد البر نے اپنی کتاب ’’الاستیعاب‘‘ میں حضرت عمار ﷛ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ سے متواتر روایات میں وارد ہوا

---

(٣٠) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتَمَنَّى أن يكون مكان الميت من البلاء، ٤/ ٢٢٣٥، الرقم/ ٢٩١٥.

(٣١) القرطبي في التذكرة/ ٦١٥.

(٣٢) ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/ ١١٤٠.

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ حدیث احادیث میں صحیح ترین حدیث ہے۔

۲۲. وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْمَعَالِي فِي كِتَابِهِ ((الْإِرْشَادِ)): عَلِيٌّ ﷺ كَانَ إِمَامًا حَقًّا فِي تَوْلِيَتِهِ وَ مُقَاتِلُوْهُ بُغَاةٌ، وَحُسْنِ الظَّنِّ بِهِمْ يَقْتَضِيْ أَنْ يُظَنَّ بِهِمْ قَصْدُ الْخَيْرِ وَإِنْ أَخْطَأُوْهُ، (فَهُوَ آخِرُ فَصْلٍ خَتَمَ بِهِ كِتَابَهُ.) وَحَسْبُكَ مَا يَقُوْلُ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ لِعَمَّارٍ ﷺ: (تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) وَهُوَ مِنْ أَثْبَتِ الأَحَادِيْثِ كَمَا تَقَدَّمَ(۳۳).

امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ الجوینی الشافعی متوفی ۴۷۸ھ اپنی تصنیف 'کتاب الارشاد' میں فرماتے ہیں: سیدنا علی بن ابو طالب ﷺ امامِ حق تھے اور ان کے خلاف لڑنے والے لوگ امام برحق کے باغی تھے، اور ان کے بارے میں حُسن ظن یہ ہے کہ اُن کا ارادہ خیر کا تھا، اگرچہ اُن سے خطا سرزد ہوئی۔ (یہ اُن کی کتاب کی آخری فصل ہے، اس پر اُنہوں نے اپنی کتاب کو ختم کر دیا ہے۔) آپ کو اس سلسلے میں سید المرسلین اور امام المتقین کا وہ ارشاد گرامی ہی کافی ہے جو سیدنا عمار بن یاسر ﷺ کی شان میں فرمایا: تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ حدیث ثابت ترین احادیث میں سے ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

۲۳. قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْمُعِيْنِ النَّسَفِيُّ فِي ((تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةِ)) فِي الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﷺ وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ وَالصِّفِّيْنَ:

---

(۳۳) ذكره الإمام أبو المعالي في كتاب الإرشاد إلى قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد/ ۴۳۳، والقرطبي في التذكرة/ ۶۱۵، والزيلعي في نصب الراية، ۴/ ۶۹.

إِنَّ عَلِيًّا ﷺ ابْتُلِيَ بِقِتَالِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَقِتَالِ أَهْلِ الشَّامِ بِصِفِّيْنَ وَبِالتَّحْكِيْمِ. فَنَتَكَلَّمُ فِي كُلِّ فَصْلٍ عَلَى وَجْهٍ يَتَبَيَّنُ الصَّوَابُ فِيْهِ وَالْخَطَأُ بِمَشِيْئَةِ اللهِ تَعَالَى وَعَوْنِهِ.

فَأَمَّا الْكَلَامُ فِي قِتَالِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ فَنَقُوْلُ: إِنَّ عَلِيًّا ﷺ كَانَ هُوَ الْمُصِيْبُ فِي ذَلِكَ لِأَنَّ إِمَامَتَهُ قَدْ كَانَتْ ثَبَتَتْ عَلَى مَا بَيَّنَّا، فَكَانَ يَجِبُ لِغَيْرِهِ الْاِنْقِيَادُ لَهُ وَالرُّجُوْعُ إِلَى طَاعَتِهِ، وَمَنْ أَبَى إِلَّا الْإِصْرَارَ عَلَى الْمُخَالَفَةِ كَانَ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَدْعُوْهُ إِلَى الطَّاعَةِ وَيُبَيِّنُ لَهُ خَطَأَ مَا هُوَ عَلَيْهِ مِنَ الرَّأْيِ، وَمَا يَتَوَلَّدُ مِنْ ذَلِكَ مِنَ الضَّرَرِ بِتَفْرِيْقِ كَلِمَةِ الْحَقِّ وَمَا فِيْهِ مِنْ شَقِّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ ذَلِكَ كَانَ لَهُ أَنْ يُقَاتِلَهُ حَتَّى يَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللهِ. فَهُوَ قَاتَلَهُمْ مُصِيْبًا فِي قِتَالِهِمْ، مُقِيْمًا مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّ اللهِ، إِذْ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مُنَازَعَتُهُ فِي ذَلِكَ لِثُبُوْتِ إِمَامَتِهِ بِمَا مَرَّ مِنَ الدَّلَائِلِ.

امام ابو معین النسفی 'تبصرة الأدلة' میں 'المشاجرة بين سيدنا علی ﷺ وأصحاب الجمل والصفين' [سیدنا علی ﷺ اور اصحاب جمل و صفین کے درمیان جھگڑا] کے باب میں لکھتے ہیں:

بے شک حضرت علی ﷺ اصحاب جَمل اور اہلِ شام کے ساتھ صِفّین کے مقام پر قتال اور تحکیم کے معاملہ میں مبتلا ہوئے۔ اب ہم ذیل میں اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور اس کی مدد و نصرت کے ساتھ ہر فصل میں اس طرح کلام کریں گے کہ اس سے درست اور غلط واضح ہو جائے۔

(اولاً) اصحاب جمل کے ساتھ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے) قتال کے بارے میں کلام ہے، سو ہم کہتے ہیں: بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی اس میں حق پر تھے کیونکہ آپ کی امامت قائم ہو چکی تھی جیسا کہ یہ بات ہم پہلے بیان بھی کر چکے ہیں، لہٰذا آپ کے علاوہ لوگوں کے لیے واجب تھا کہ آپ کے تابع فرمان ہوتے اور آپ کی طاعت کی طرف رجوع کرتے، جو شخص آپ کی مخالفت پر ہی مصر رہتا امام وقت کے لیے ضروری تھا کہ اسے اپنی طاعت کی دعوت دے اور جس غلط رائے پر وہ ہو اس کی اس کے لیے وضاحت کرے، ان کے ایسا کرنے سے جو کلمۂ حق میں تفریق اور مسلمانوں کی وحدت کا شیرازہ پارا پارا ہونے کا نقصان پیدا ہوتا ہے اس کی بھی وضاحت کر دے، اگر پھر بھی وہ شخص اپنے موقف سے رجوع نہ کرے تو حاکم وقت کے لیے اس سے قتال کرنا ضروری ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ قتال کیا درآنحالیکہ آپ اپنے قتال میں حق پر تھے، اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ حقِ امامت کو قائم کرنے والے تھے کیونکہ اس حق میں آپ کے ساتھ کسی کا کوئی جھگڑا نہیں تھا، کیونکہ آپ کی امامت ان دلائل کی بدولت جو پہلے گزر چکے ہیں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی تھی۔

وَكَذَا هَذَا فِي قِتَالِ أَهْلِ صِفِّيْنَ؛ يُحَقِّقُهُ الْمَرْوِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: «إِنَّكَ تُقَاتِلُ عَلَى التَّأْوِيلِ كَمَا نُقَاتِلُ عَلَى التَّنْزِيلِ»، ثُمَّ كَانَ قِتَالُهُ ﷺ عَلَى التَّنْزِيلِ وَهُوَ الْحَقُّ فِيهِ، فَكَذَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فِي قِتَالِهِ عَلَى التَّأْوِيلِ يَكُوْنُ الْحَقُّ فِي قِتَالِهِ.

اسی طرح کا معاملہ اہل صفین کے ساتھ قتال میں بھی پیش آیا، اس کی تصدیق حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی حدیث کرتی ہے، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''بے شک آپ تاویل پر قتال کرو گے جیسا کہ ہم تنزیل پر قتال کر رہے ہیں۔'' پھر جس طرح آپ ﷺ

تنزیل پر قتال کرنے میں حق بجانب تھے، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ تاویل پر قتال کرنے میں حق بجانب تھے۔

وَمَا يَزْعُمُوْنَ أَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ كَانَا مُكْرَهَيْنِ عَلَى الْبَيْعَةِ، فَاسِدٌ لِثُبُوْتِ النَّقْلِ أَنَّ بَيْعَتَهُمَا كَانَتْ عَنْ طَوْعٍ، عَلَى أَنَّ خِلَافَتَهُ قَبْلَ بَيْعَتِهِمَا كَانَتْ ثَابِتَةً.

وَمَا يُرْوَى أَنَّ طَلْحَةَ أَوَّلُ مَنْ صَفَقَتْ يَدَهُ عَلَى يَدِ عَلِيٍّ، فَالْمُرَادُ مِنْهُ أَوَّلُ يَدٍ صَفَّقَتْ يَدَهُ مِنْ أَيْدِي أَهْلِ الْمَسْجِدِ، أَوْ ظَنَّ هَذَا الرَّاوِي أَنَّهَا أَوَّلُ يَدٍ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ حَضَرَ الْبَيْعَةَ مِمَّنْ سَبَقَ ذِكْرُهُ عِنْدَ الْعِشَاءِ، وَبَيْعَةُ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ كَانَتْ عِنْدَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدِ يَوْمِ الْبَيْعَةِ.

اور جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بیعت پر مجبور کیا گیا تو یہ بات بھی فاسد ہے، کیونکہ اس بات پر روایت موجود ہے کہ بے شک ان دونوں کی بیعت باہمی رضامندی کے ساتھ تھی، اور یہ بات بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ان دونوں ہستیوں کی بیعت سے پہلے ہی ثابت ہو چکی تھی۔

اور یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے فرد تھے جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی؛ اس سے مراد ہے کہ اہلِ مسجد کے ہاتھوں میں سے یہ پہلا ہاتھ تھا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے بڑھا۔ یا اس سے مراد راوی کا یہ گمان بھی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلا ہاتھ تھا، کیوں کہ عشاء کے وقت بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے، مگر انہوں نے دوسرے روز سب سے پہلے بیعت کی تھی۔

(وَمَا رُوِيَ أَنَّهُمْ قَالُوْا: بَايَعْنَاكَ عَلَى أَنْ تَقْتُلَ قَتلَةَ عُثْمَانَ، شَيْءٌ فَاسِدٌ؛ فَإِنَّ قَتلَةَ عُثْمَانَ كَانُوْا بُغَاةً، فَكَانَتْ مَنعَةُ أُوْلَئِكَ ظَاهِرَةً) ... وَعِنْدَ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ إِنْ كَانَ يُؤَاخَذُ بِذَلِكَ، ... إِنَّمَا يُوْجِبُ عَلَى الإِمَامِ مُؤَاخَذَتَهُمْ عِنْدَ انْكِسَارِ شَوْكَتِهِمْ وَتَفرُّقِ مَنعَتِهِمْ وَوُقُوْعِ الْأَمْنِ عَنْ إِثَارَةِ الْفِتْنَةِ، وَلَمْ يَكُنْ شَيءٌ مِنْ هَذِهِ الْمَعَانِي حَاصِلًا، بَلْ كَانَتِ الشَّوْكَةُ لَهُمْ بَاقِيَةً، وَالْقُوَّةُ لَهُمْ ظَاهِرَةً بَادِيَةً، وَالْمَنعَةُ عَلَى حَالِهَا قَائِمَةً، وَعَزَائِمُ الْقَوْمِ عَلَى الْخُرُوْجِ عَلَى مَنْ طَالَبَهُمْ بِدَمِهِ دَائِمَةٌ، عِنْدَ تَحَقُّقِ هَذِهِ الْأَسْبَابِ تَقْتَضِي السِّيَاسَةَ الْفَاضِلَةَ وَالتَّدْبِيْرَاتِ الصَّائِبَةَ.

وَبِالْوُقُوْفِ عَلَى هَذِهِ الْجُمْلَةِ ظَهَرَ صِحَّةُ خِلَافَةِ عَلِيٍّ ﵁ وَانْدِفَاعُ اللَّائِمَةِ عَنْهُ فِي تَرْكِهِ التَّعَرُّضَ لِقَتلَةِ عُثْمَانَ ﵁.

اور جو یہ روایت کیا جاتا ہے کہ لوگوں نے کہا: ہم نے اس بات پر آپ کی بیعت کی ہے کہ آپ حضرت عثمان ﵁ کے قاتلوں کو قتل کریں تو یہ بات بھی فاسد ہے، کیونکہ حضرت عثمان ﵁ کے قاتل باغی تھے، اور ان کی طاقت و سطوت ظاہر و باہر تھی۔۔۔ اور بعض فقہاء کے نزدیک اگر اس باغی گروہ کا مؤاخذہ بنتا بھی ہو۔۔۔ تب بھی امام پر ان کا مؤاخذہ اس وقت واجب ہو گا جب ان کی طاقت و شوکت ٹوٹ جائے اور ان کا شیرازہ بکھر جائے اور مزید فتنہ انگیزی کا خطرہ در پیش نہ ہو۔ (حقیقت یہ ہے کہ) اس طرح کی کوئی شے ابھی حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ان کی طاقت ابھی باقی تھی اور ان کی قوت ابھی ظاہر و باہر تھی اور طاقت ابھی اپنی حالت پر قائم و دائم تھی، اور جن سے لوگ قصاص عثمان کا مطالبہ کر رہے

تھے ان کے خلاف قوم کے خروج کے عزائم مسلسل پائے جا رہے تھے، ان اسباب کی موجودگی عمدہ سیاست اور درست تدبیروں کی متقاضی ہوتی ہے۔

ان تمام احوال کا بغور جائزہ لینے سے حضرت علی ﷛ کی خلافت کا برحق ہونا اور آپ کے حضرت عثمان ﷛ کے قاتلوں کے درپے نہ ہونے پر عدمِ ملامت ظاہر ہوتی ہے۔

فَأَمَّا أَمْرُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ فَقَدْ كَانَ خطأً عِنْدَنَا، فكَانَا مُجْتَهِدَيْنِ أَخْطَئَا فِي اجْتِهَادِهِمَا، ثُمَّ لاَحَ لَهُمَا الْأَمْرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَانْحَازَا عَنِ الْمَرْكَزِ وَنَدِمَ الزُّبَيْرُ ﷛ عَلَى ذٰلِكَ وَكَذَا طَلْحَةُ ﷛، وَكَذَا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ ﷦ نَدِمَتْ عَلَى ذٰلِكَ، وَكَانَتْ تَبْكِي حَتَّى تُبَلِّل خِمَارَهَا وَكَانَتْ تَقُوْلُ: ((وَدِدْتُ لَوْ كَانَ لِي عِشْرُوْنَ وَلَدًا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ كُلُّهُمْ مِثْلُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عِتَابِ بْنِ أُسَيْدٍ وَأَنَّنِي ثَكِلْتُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنِّي مَا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ)).

اور رہا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ﷠ کا معاملہ تو وہ بھی ہمارے نزدیک درست نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں مجتہد کے مقام پر فائز تھے مگر ان سے بھی ان کے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی، پھر اس کے بعد ان کے لیے اصل معاملہ واضح ہوا تو دونوں اپنے فکر کے محور سے ہٹ گئے اور حضرت زبیر ﷛ اور اسی طرح حضرت طلحہ ﷛ کو اس واقعہ پر ندامت اور افسردگی ہوئی، اسی طرح اُم المؤمنین سیدہ عائشہ ﷦ کو بھی اس واقعہ پر بہت شرمندگی اور افسردگی ہوئی تھی اور آپ روتی رہتی تھیں یہاں تک کہ اپنی اوڑھنی تر کر دیا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں: ”میری خواہش ہے کہ کاش رسول اللہ ﷺ سے میرے بیس بیٹے ہوتے، وہ سارے کے سارے عبد الرحمن بن عتاب بن اسید کی طرح ہوتے اور میں ان سب کو کھو دیتی تو یہ صدمہ میرے لئے ہلکا تھا لیکن مجھ سے وہ کچھ نہ ہوتا جو جمل والے دن ہوا تھا۔“

وَرُوِيَ أَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ: ((امْدُدْ يَدَكَ أَبَايِعْكَ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ))، أَرَادَ أَنْ يَمُوْتَ وَهُوَ فِي بَيْعَةِ إِمَامٍ عَادِلٍ. وَأَنَّ بَعْضَ مُتَكَلِّمِي أَهْلِ الْحَدِيْثِ كَانَ يَقُوْلُ: كُلُّ مَا كَانَ مِنْهُمْ كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْاِجْتِهَادِ، وَكُلٌّ مُصِيْبٌ، فَكَانَ عَلَى رَأْيِ هَذَا كُلُّهُمْ مُصِيْبُوْنَ، إِذْا كَانَ مِنْ مَذْهَبِهِ أَنَّ كُلَّ مُجْتَهِدٍ فِي فُرُوْعِ الدِّيْنِ مُصِيْبٌ، وَعِنْدَنَا لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ وَكَانَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﷺ هُوَ الْمُصِيْبُ دُوْنَ غَيْرِهِ، إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَبْلُغُوْا فِي خَطَائِهِمْ مَبْلَغَ الْفِسْقِ.

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت طلحہ ﷺ نے حضرت علی ﷺ کے لشکر کے ایک نوجوان کو اس وقت کہا جب آپ جان بلب تھے کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے امیر المومنین حضرت علی ﷺ کی بیعت کرلوں۔" آپ نے چاہا کہ آپ کا وصال اس حال میں ہو کہ آپ امام عادل کی بیعت میں ہوں۔" علماء حدیث کے بعض اہل کلام کہا کرتے تھے کہ ان سب میں سے جو کچھ بھی سرزد ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا، اور ان میں سے ہر ایک درست ہے، لہٰذا اس رائے کے مطابق وہ سارے برحق تھے، کیونکہ اس مذہب کے مطابق دین کے فروغ میں ہر اجتہاد کرنے والا درست ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک حقیقت اس طرح نہیں ہے بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) صرف حضرت علی ﷺ ہی حق پر تھے، سب نہیں، مگر یہ کہ دوسرے لوگ اپنی غلطی میں فسق کے مقام کو نہیں پہنچے تھے۔

وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ عَائِشَةَ ﷺ لَمْ تُحَارِبْ عَلِيًّا وَلَا حَارَبهَا عَلِيٌّ ﷺ، وَإِنَّمَا قَصَدَتْ عَائِشَةُ ﷺ الإِصْلَاحَ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَوَقَعَ الْحَرْبُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ أَكْرَمَ عَلِيٌّ ﷺ عَائِشَةَ ﷺ وَرَدَّهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ مُكَرَّمَةً مَصُوْنَةً.

یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ نے حضرت علی ﷛ سے جنگ کی نہ حضرت علی ﷛ نے آپ ﷞ سے جنگ کی، بلکہ سیدہ عائشہ ﷞ دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے نکلی تھیں۔ مگر (بعض فتنہ پرور فسادیوں کی شر انگیزی سے) ان دونوں گروہوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی، پھر حضرت علی ﷛ نے سیدہ عائشہ ﷞ کو ان کی حسب شان عزت دی اور انہیں عزت و حمایت کے ساتھ واپس مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

وَرَوَى أَبُوْ بَكْرٍ الْبَاقِلاَّنِيُّ أَحَدُ مُتَكَلِّمِي أَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْ بَعْضِ الْأَجِلَّةِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْوَاقِعَةَ بَيْنَهُمْ كَانَتْ عَلَى غَيْرِ عَزِيْمَةٍ عَلَى الْحَرْبِ، بَلْ كَانَتْ فُجْأَةً وَعَلَى سَبِيْلِ دَفْعِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ لِظَنِّهِ أَنَّ الْفَرِيْقَ الآخَرَ غَدَرَ بِهِ، لِأَنَّ الْأَمْرَ كَانَ قَدِ انْتَظَمَ بَيْنَهُمْ، وَتَمَّ الصُّلْحُ وَالتَّفَرُّقُ عَلَى الرِّضَا، فَخَافَ قَتَلَةُ عُثْمَانَ ﷛ مِنَ التَّمَكُّنِ مِنْهُمْ وَالْإِحَاطَةِ بِهِمْ فَاجْتَمَعُوْا وَتَشَاوَرُوْا وَاخْتَلَفُوْا، ثُمَّ اتَّفَقَتْ آرَاؤُهُمْ عَلَى أَنْ يَصِيْرُوْا فِرْقَتَيْنِ وَيَبْدَأُوْا الْحَرْبَ بَيْنَ الْعَسْكَرَيْنِ وَيَخْتَلِطُوْا وَيَصِيْحُ الْفَرِيْقُ الَّذِي فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ ﷛: غَدَرَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَيَصِيْحُ الْفَرِيْقُ الثَّانِي: غَدَرَ عَلِيٌّ، فَتَمَّ لَهُمْ ذٰلِكَ وَنَشَبَتِ الْحَرْبُ، فَكَانَ كُلُّ فَرِيْقٍ مِنْهُمْ مُدَافِعًا عَنْ نَفْسِهِ، وَهٰذَا صَوَابٌ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الْبَاقِلاَّنِيُّ: هٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ، وَعَلَى هٰذَا الرَّأْيِ انْدَفَعَتِ اللاَّئِمَةُ عَنِ الْفَرِيْقَيْنِ.

ثُمَّ كَيْفَ دَارَتِ الْقِصَّةُ فَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ ﷡ كَانُوْا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِيْنَ بُشِّرُوْا بِالْجَنَّةِ، وَكَذَا عَائِشَةُ ﷞ كَانَتْ عَلَى مَا كَانَتْ

عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ، فَمَنْ بَسَطَ لِسَانَهُ فِيْهِمْ بِالطَّعْنِ فَهُوَ الْمَطْعُوْنُ فِي دِيْنِهِ، الْمَحْكُوْمِ عَلَيْهِ بِالضَّلَالِ وَالْبِدْعَةِ، عَصَمَنَا اللهُ تَعَالَى عَنْ ذَلِكَ.

وَبِالْإِحَاطَةِ بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ يُعْرَفُ خَطَأُ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ وَوَاصِلِ بْنِ عَطَاءٍ فِي التَّوَقُّفِ فِي أَمْرِهِمْ وَقَوْلِهِمَا: لَا نَدْرِي مَنِ الْمُصِيْبُ مِنْهُمْ وَمَنِ الْمُخْطِيءُ، وَخَطَأُ ضَرَّارٍ وَمَعْمَرٍ وَأَبِي الْهُذَيْلِ فِي قَوْلِهِمْ: نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَهُمَا مُصِيْبٌ وَالآخَرُ مُخْطِيءٌ، وَنَتَوَلَّى كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ عَلَى الْاِنْفِرَادِ لِمَا ثَبَتَ بِالْإِجْمَاعِ عَدَالَتُهُمْ فَلَا تُزَالُ بِالْاِخْتِلَافِ.

وَهَذَا مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْفَسَادِ لِلتَّوَقُّفِ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ ﷺ مَعَ ظُهُوْرِ دَلَائِلِ إِصْابَتِهِ، فَاسِدٌ جِدًّا؛ إِذْ مُوَالَاةُ أَحَدِ الشَّخْصَيْنِ عَلَى الْاِنْفِرَادِ مَعَ الْعِلْمِ أَنَّ أَحَدَهُمَا غَيْرُ مُسْتَحِقٍّ لِذَلِكَ بَاطِلٌ.

محدث متکلمین میں سے امام ابو بکر الباقلانی نے اجل اہل علم میں سے کسی ایک سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان رونما ہونے والا یہ واقعہ جنگ کے عزم و ارادہ کے بغیر تھا، بلکہ یہ اچانک صادر ہو گیا، اس صورت میں کہ فریقین میں سے ہر ایک اپنا دفاع کر رہا تھا یہ گمان کرتے ہوئے کہ دوسرے گروہ نے اس پر حملہ کر دیا ہے، کیونکہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان طے پا چکا تھا، لیکن (عین اس وقت) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں اور باغیوں کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ ان پر قابو پا لیا جائے گا اور وہ گھیر لیے جائیں گے۔ سو وہ فوری طور پر جمع ہوئے، باہمی مشاورت کی اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرنے لگے، پھر ان سب کی آراء اس نکتہ پر متفق ہو گئیں کہ وہ

دو گروہ بن جائیں اور فریقین کے درمیان لڑائی شروع کرادیں، اور ان میں گھل مل جائیں، اور جو گروہ حضرت علی ؓ کے لشکر میں ہو وہ پکار پکار کر کہے: طلحہ اور زبیر نے غداری کردی اور دوسرا گروہ پکار پکار کر کہے: علی نے غداری کردی۔ ان کا یہ منصوبہ مکمل ہوا اور یوں جنگ چھڑ گئی، اس دوران ان میں سے ہر گروہ اپنے اپنے دفاع میں لڑ رہا تھا اور یہ دونوں گروہ اپنے اپنے لحاظ سے درست کر رہے تھے۔ ابو بکر باقلانی کہتے ہیں: یہ حق بات ہے اور اسی وجہ سے دونوں گروہ ملامت سے بچتے ہیں۔

پھر یہ قصہ کیسے چلا حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ بے شک حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ؓ ان دس صحابہ کرام ؓ میں سے تھے جنہیں جنت کی بشارت سنائی گئی تھی، اسی طرح سیدہ عائشہ ؓ نہایت بلند درجہ کی حامل تھیں، لہٰذا جس شخص نے ان مقدس ہستیوں کے بارے میں زبان طعن دراز کی، وہ اپنے دین میں مطعون ہو گا اور اس پر گمراہی اور بدعت کا حکم لگایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ان ساری معلومات کا احاطہ کرنے کے بعد عمرو بن عبید اور واصل بن عطا کی اس غلطی کا پتہ چلتا ہے، جو انہوں نے صحابہ کرام ؓ کے اس معاملہ میں توقف کر کے کی اور یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے ان میں سے کون درست ہے اور کون غلط ہے۔ اسی طرح ضرّار، معمر اور ابو الھذیل کی بھی اس بارے میں غلطی کا اندازہ ہوتا ہے یعنی ان کا یہ قول بھی غلط ہے کہ: ہم جانتے ہیں کہ (بغیر تعین کئے) ان میں ایک گروہ درست ہے اور دوسرا غلط ہے، ہم دونوں گروہوں کو الگ الگ لیں گے کیونکہ اجماع سے ان کی عدالت ثابت ہے پس وہ باہمی اختلاف سے ختم نہیں ہو گی۔

اس طرح حضرت علی ؓ کے معاملہ میں توقف اختیار کرنا، باوجود اس کے کہ آپ کے حق پر ہونے کے دلائل ظاہر و باہر ہیں، فساد کا باعث ہے، اور یہ نہایت بیکار بات ہے،

FMRI

کیونکہ دو بندوں میں سے الگ الگ ہر ایک کی دوستی کا دم بھرنا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان میں سے صرف ایک اس کا حق دار ہے، باطل ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا فِي مَعْرِكَةِ صِفِّيْنَ: وَكَذَا الْكَلَامُ فِي قِتَالِ أَهْلِ الشَّامِ بِصِفِّيْنَ عَلَى هَذَا: فَإِنَّ عَلِيًّا ﷺ كَانَ هُوَ الْحَقَّ الْمُصِيْبَ، وَالْأَمْرُ فِيْهِ أَظْهَرُ. أَنَّ الْمُنَازَعَةَ حَدَثَتْ بَعْدَ انْعِقَادِ إِمَامَتِهِ وَتَقَرُّرِ خِلَافَتِهِ، وَبَيْعَةِ غَيْرِهِ وُجِدَتْ بَعْدَ بَيْعَتِهِ، فَلَمْ تَكُنِ الثَّانِيَةُ مُنْعَقِدَةً، ثُمَّ لَا ارْتِيَابَ لِأَحَدٍ لَهُ مِنَ الْعِلْمِ حَظٌّ فِي تَفَاوُتِ مَا بَيْنَ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ ﷺ فِي الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ وَالشَّجَاعَةِ وَالْغِنَى وَالسَّابِقَةِ فِي الْإِسْلَامِ، وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ كَانَ خَطَأُ مُعَاوِيَةَ ظَاهِراً إِلَّا أَنَّهُ فَعَلَ مَا فَعَلَ أَيْضًا عَنْ تَأْوِيْلٍ، فَلَمْ يَصِرْ بِهِ فَاسِقًا عَلَى مَا قَرَّرْنَا، ثُمَّ لَا شَكَّ أَنَّ مَنْ حَارَبَ عَلِيًّا ﷺ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمِنْ غَيْرِهِمْ عَلَى التَّأْوِيْلِ لَمْ يَصِرْ بِهِ كَافِراً وَلَا فَاسِقًا. وَلِهَذَا قَالَ عَلِيٌّ ﷺ فِيهِمْ: ((إِخْوَانُنَا بَغَوا عَلَيْنَا)). وَقَالَ لِابْنِ طَلْحَةَ: أَنَا وَأَبُوْكَ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الآيَةِ: ﴿وَنَزَعۡنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنۡ غِلٍّ إِخۡوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٖ مُّتَقَٰبِلِينَ﴾ [الحجر، ١٥/ ٤٧].

اسی طرح امام ابو معین النسفی نے معرکہ صفین کے بارے میں کہا ہے: صِفّین کے مقام پر حضرت علی ﷺ کا اہل شام کے ساتھ قتال کرنے کے بارے میں بھی کلام اسی طرح (یعنی جنگ جمل کی طرح) ہی ہے۔ بے شک امام علی ؑ حق پر اور درست تھے اور آپ کا معاملہ ظاہر و روشن تھا۔ تنازع آپ کی امامت کے منعقد ہو جانے اور آپ کی خلافت کے مقرر ہو جانے کے بعد پیدا ہوا، اور آپ کے علاوہ کسی کی بھی بیعت آپ کی بیعت کے بعد

پائی گئی، لہٰذا بعد میں ہونے والی بیعت (شرعاً) سرے سے منعقد ہی نہیں ہوئی، پھر وہ شخص جو تھوڑی سی بھی علمی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اسے ذرہ سا بھی شک نہیں ہونا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان فضل، علم، شجاعت، غنا اور اسلام میں سبقت لے جانے کا کس قدر تفاوت پایا جاتا ہے، جب معاملہ یوں ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلطی ظاہر و عیاں ہے، لیکن انہوں نے جو کچھ کیا وہ تاویل کے ساتھ کیا، اس وجہ سے وہ فاسق نہ ہوئے جیسا کہ ہم یہ اُصول بیان کر چکے ہیں، پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف صحابہ اور غیر صحابہ میں سے جنہوں نے بھی تاویل کی بنا پر قتال کیا وہ اس وجہ سے کافر ہوئے نہ فاسق۔ اسی لیے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے کہا تھا: یہ ہمارے بھائی ہیں، جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ کے بیٹے سے کہا تھا: میں اور تمہارا باپ اس آیت ﴿وَنَزَعۡنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنۡ غِلٍّ إِخۡوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٖ مُّتَقَٰبِلِينَ﴾ 'اور ہم وہ ساری کدورت باہر کھینچ لیں گے جو (دنیا میں) ان کے سینوں میں (مغالطہ کے باعث ایک دوسرے سے) تھی، وہ (جنت میں) بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ٥' کے مصداق ہیں۔

ثُمَّ اخْتَلَفَ مُتَكَلِّمُوْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي تَسْمِيَةِ مَنْ خَالَفَ عَلِيًّا بَاغِيًا. فَمِنْهُمْ مَنِ امْتَنَعَ عَنْ ذَلِكَ فَلَا يَجُوِّزُ إِطْلَاقَ اسْمِ الْبَاغِي عَلَى مُعَاوِيَةَ، وَيَقُوْلُ: لَيْسَ ذَا مِنْ أَسْمَاءِ مَنْ أَخْطَأَ فِي اجْتِهَادِهِ. وَمِنْهُمْ مَنْ يُطْلِقُ ذَلِكَ الاسْمَ وَيَسْتَدِلُّ بِقَوْلِهِ تَعَالَي: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٱقۡتَتَلُواْ فَأَصۡلِحُواْ بَيۡنَهُمَاۖ فَإِنۢ بَغَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا عَلَى ٱلۡأُخۡرَىٰ﴾ [الحجرات، ٩/٤٩]، وَبِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِعَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ»

وَبِقَوْلِ عَلِيٍّ ﷺ: ((إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا)) غَيْرَ أَنَّهُمْ يَمْتَنِعُوْنَ عَنْ تَسْمِيَتِهِمْ فُسَّاقًا لِمَا مَرَّ.

پھر اہل سنت وجماعت کے متکلمین نے حضرت علی ﷺ کی مخالفت کرنے والے کو باغی کہنے میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے بعض اس سے باز رہے ہیں، اُنہوں نے حضرت معاویہ ﷺ پر باغی کے نام کا اطلاق جائز قرار نہیں دیا، اور کہا ہے: یہ نام اس شخص کے ناموں میں سے نہیں ہے جو اپنے اجتہاد میں غلطی کرے۔ جب کہ اُن میں سے بعض نے اس نام کا اطلاق کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٱقۡتَتَلُواْ فَأَصۡلِحُواْ بَيۡنَهُمَاۖ فَإِنۢ بَغَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا عَلَى ٱلۡأُخۡرَىٰ﴾ 'اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے'، حضور نبی اکرم ﷺ کے حضرت عمار ﷺ کی نسبت اس ارشاد: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" (کہ تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا) اور حضرت علی ﷺ کے اس قول: " إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا" (ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے) سے استدلال کیا ہے۔ مگر یہ کہ وہ انہیں فساق کا نام نہیں دیتے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

٢٤. وَقَالَ الإِمَامُ مُحِي الدِّيْنِ الرَّحْمَاوِيُّ فِي ((شَرْحِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ)) فِي حُسْنِ الظَّنِ فِيْهِمْ، وَالْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ: وَهَذَا الْقَدْرُ يَكْفِيْنَا فِي مَا أَرَدْنَا بَيَانَهُ مِنْ وُجُوْبِ مَحَبَّتِهِمْ، وَالْكَفِّ عَنْهُمْ، وَالْاِجْتِنَابِ عَنْ مَطَاعِنِهِمْ، وَحُسْنِ الظَّنِّ بِهِمْ، وَحَمْلِ كُلِّ مَا نُقِلَ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ إِلَى الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ، وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُهُ خِلَافَ ذَلِكَ. وَمَا شَجَرَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ، فَبَعْضُهَا

اجْتِهَادِيَّاتٌ وَبَعْضُهَا اتِّفَاقِيَّاتٌ صَدَرَتْ مِنِ اخْتِلَافِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ بَيْنَهُمْ وَفِتْنَتِهِمْ كَحَرْبِ الْجَمَلِ. فَإِنَّهُ وَقَعَ عَلَى الصَّحِيْحِ مِنْ فِتْنَةِ قَتْلِ عُثْمَانَ ﷺ وَاخْتِلَاطِهِمْ بِالْفَرِيْقَيْنِ وَمُبَاشَرَتِهِمُ الْحَرْبَ، فَتَوَهَّمَ كُلٌّ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ قَصْدَ الْفَرِيْقِ الآخَرِ إِلَى الْحَرْبِ، فَكَانَ مَا كَانَ وَالْحُكْمُ لِلّٰهِ.

وَأَمَّا حَرْبُ صِفِّيْنَ فَكَانَ بَغْيًا مِنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ وَأَحْزَابِهِ وَمَا كَانَ مَعَهُمْ مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ وَ عُلَمَائِهِمْ، غَيْرَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ.

وَأَمَّا حَرْبُ نَهْرَوَانَ فَكَانَ مَعَ الْخَوَارِجِ الْمَارِقِيْنِ عَنِ الدِّيْنِ، وَكَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ فِي الْوَقْعَاتِ الثَّلَاثِ، أَيْنَمَا دَارَ دَارَ الْحَقُّ مَعَهُ يَشْهَدُ بِهِ قَوْلُهُ ﷺ: (إِنَّكَ سَتَقْتُلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ).

امام محی الدین الرحماوی نے 'شرح الفقه الأكبر' کے باب: حسن الظن فيهم والكف عن الطعن فيما شجر بينهم، میں کہا ہے: اس قدر بیان ہمارے لیے کافی ہے اس چیز میں جس کا ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم ان کی محبت کے وجوب، ان کی شان میں گستاخی کرنے سے باز رہنے، ان میں طعن کرنے سے دور رہنے اور ان کے بارے میں حسن ظن رکھنے کو بیان کریں۔ اور اس طرح بیان کریں کہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں جو کچھ منقول ہے اسے خیر اور صلاح پر محمول کیا جائے، اگرچہ اس کا ظاہر اس کے برعکس ہی کیوں نہ ہو۔ ان صحابہ کرام ﷺ کے درمیان جو اختلافات، تنازعات اور جنگیں ہوئیں، ان میں سے بعض اجتہادی تھیں اور بعض اتفاقی، جو ان کے درمیان خواہش پرست لوگوں کے اختلافات اور ان کے فتنوں سے صادر ہوئیں، جیسا کہ جنگ جمل، یہ بلاشبہ حضرت عثمان ﷺ کے قتل کے فتنہ کا تسلسل ہے، جو قاتلوں کے دونوں گروہوں کی سازش کے طور پر باہم گھل مل

جانے اور ان کے براہ راست جنگ چھیڑنے سے برپا ہوئی۔ دونوں گروہوں نے یہ گمان کیا کہ دوسرے گروہ نے جنگ کا ارادہ کرکے ان پر حملہ کر دیا ہے، پھر وہی ہوا جو ہوا اور اصل فیصلہ اور بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔

رہی جنگ صفین تو یہ حضرت معاویہ ﷛ اور ان کی جماعت کی طرف سے (خلیفۃ المسلمین کی) اطاعت سے انحراف تھا اور ان کے ساتھ کبار صحابہ اور اجل علماء نہیں تھے، سوائے حضرت عمرو بن العاص ﷛ کے۔

رہی نہروان کی جنگ تو یہ دین سے خروج کر جانے والے خوارج کے ساتھ تھی۔ ان تینوں واقعات میں حضرت علی المرتضی کرّم اللہ وجہہ حق پر تھے، اور آپ جس طرف بھی گئے حق آپ کے ساتھ گیا اور اس کی گواہی حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان دیتا ہے: إِنَّكَ سَتَقْتُلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ (بے شک آپ عہد شکنوں، خارجیوں اور ظالموں کو قتل کریں گے۔)

٢٥. وَقَالَ الْإِمَامُ السَّرَخْسِيُّ: وَلَمَّا اسْتُشْهِدَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ﷛ بِصِفِّيْنَ قَالَ: لَا تَغْسِلُوْا عَنِيْ دَمًا وَلَا تَنْزِعُوا عَنِيْ ثَوْبًا، فَإِنِّيْ أَلْتَقِيْ وَمُعَاوِيَةَ ﷛ بِالْجَادَةِ، وَهَكَذَا نُقِلَ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَدِيٍّ ﷛(٣٤).

امام سرخسی بیان کرتے ہیں: جب سیدنا عمار بن یاسر ﷛ جنگ صفین میں شہید ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: میرے بدن سے خون دھونا اور نہ میرا لباس اتارنا (بلکہ مجھے اسی حالت میں دفن کر دینا) کیونکہ میں میدانِ حشر میں اسی حال میں معاویہ ﷛ سے ملاقات کروں گا اور حضرت حجر بن عدی ﷛ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

(٣٤) السرخسي في المبسوط، ٢/ ٥٠.

٢٦. وَقَالَ أَيْضًا: وَيُصْنَعُ بِقَتْلَى أَهْلِ الْعَدْلِ مَا يُصْنَعُ بَالشَّهِيْدِ، فَلَا يُغْسَلُوْنَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ، هَكَذَا فَعَلَ عَلِيٌّ ﷺ بِمَنْ قُتِلَ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَبِهِ أَوْصَى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَحُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ وَزَيْدُ بَنُ صَوْحَانَ ﷺ حِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا، وَقَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الصَّلَاةِ: وَلَا يُصَلَّى عَلَى قَتْلَى أَهْلِ الْبَغْيِ (٣٥).

امام سرخسی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: اہلِ عدل کے مقتولین کے ساتھ (تجہیز و تکفین کا) وہی معاملہ کیا جائے گا جو ایک شہید کے ساتھ کیا جاتا ہے (یعنی ان کو اسی لباس میں دفنایا جائے گا جس میں شہید ہوئے)، سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے اپنے مقتولین کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا تھا، اور حضرت عمار بن یاسر، حضرت حجر بن عدی اور حضرت زید بن صوحان ﷺ نے بھی جب انہیں شہید کیا جانے لگا اسی قسم کی وصیت کی تھی۔ ہم (المبسوط کی) کتاب الصلوٰۃ میں بیان کر چکے ہیں کہ باغیوں کے مقتولین کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔

٢٧. وَقَالَ الْإِمَامُ الْكَاسَانِيُّ: وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّهُ لَمَّا اسْتُشْهِدَ بِصِفِّيْنَ تَحْتَ رَايَةِ عَلِيٍّ ﷺ فَقَالَ: لَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، وَلَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، فَإِنِّي أَلْتَقِيْ وَمُعَاوِيَةُ بِالْجَادَةِ، وَكَانَ قَتِيْلَ أَهْلِ الْبَغْيِ، عَلَى مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ»(٣٦).

امام کاسانی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمار بن یاسر ﷺ کی روایت ہی ہماری دلیل ہے کہ جب وہ جنگ صفین میں سیدنا علی ﷺ کے پرچم تلے (باغیوں کے خلاف لڑتے ہوئے) شہید

---

(٣٥) السرخسي في المبسوط، ١٠/ ١٣١.

(٣٦) الكاساني في بدائع الصنائع، ١/ ٣٢٣.

ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: میرے بدن سے خون دھونا اور نہ میر الباس اتارنا، کیونکہ میں اور معاویہ میدانِ محشر میں اِسی حال میں ملیں گے۔ حضرت عمار ﷛ باغیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے، کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے (ان کے قاتلوں کی نشاندہی کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا تھا: ''(اے عمار!) تجھے باغی گروہ قتل کرے گا''۔

٢٨. وَقَالَ ابْنُ مَازَةَ الْحَنَفِيُّ: وَكَذٰلِكَ مَنْ قُتِلَ فِيْ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا حَارَبَ لِإِعْزَازِ دِيْنِ اللهِ تَعَالَى، فَصَارَ كَالْمُحَارِبِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ، وَقَدْ صَحَّ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ ﷛ قُتِلَ بِصِفِّيْنَ، فَقَالَ: لَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، وَلَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، وَارْمَسُوْنِيْ فِي التُّرَابِ رَمْسًا، فَإِنِّيْ رَجُلٌ مُحَاجٌّ أُحَاجُّ مُعَاوِيَةَ ﷛ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَزَيْدُ بْنُ صَوْحَانَ ﷛ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ فَقَالَ: لَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، وَلَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، فَإِنِّيْ مُخَاصِمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَعَنْ صَخْرِ بْنِ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ، وَكَانَ مُقَيَّدًا فَقَالَ: لَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، وَلَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، فَإِنِّيْ وَمُعَاوِيَةُ مُلْتَقِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الْجَادَّةِ(٣٧).

امام ابن مازہ حنفی بیان کرتے ہیں: جو شخص باغیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید کر دیا گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے (کہ اسے غسل نہیں دیا جائے گا)۔ چونکہ اُس نے فقط دینِ الٰہی (اسلام) کے غلبہ کی خاطر جنگ کی ہے، سو وہ اہل حرب کے ساتھ لڑنے والوں کی طرح ہو گیا، اور حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت عمار بن یاسر ﷛ جنگِ صفین میں شہید کر دیئے گئے، لہٰذا انہوں نے (شہادت پانے سے قبل) فرمایا: مجھ سے میر الباس جدا کرنا اور نہ ہی

---

(٣٧) ابن مازة في المحيط البرهاني في فقه النعماني، ٢/ ١٦١.

میرے بدن سے خون دھونا اور مجھے اسی حالت میں مٹی میں دفن کر دینا، کیونکہ میں قیامت کے دن معاویہ کے ساتھ جھگڑا کروں گا، اسی طرح حضرت زید بن صوحان ؓ جب جنگ جمل میں قتل کیے گئے تو اُنہوں نے فرمایا: مجھ سے میر الباس جدا کرنا اور نہ ہی میرے بدن سے خون دھونا، میں قیامت کے دن اُن کے ساتھ جھگڑوں گا، اسی طرح حضرت صخر بن عدی ؓ کے متعلق منقول ہے کہ حضرت امیر معاویہ ؓ نے انہیں شہید کیا اس حال میں کہ وہ پابند سلاسل تھے۔ (شہادت سے قبل) اُنہوں نے بھی فرمایا: مجھ سے میر الباس جدا کرنا اور نہ ہی میرے بدن سے خون دھونا، کہ میں اور معاویہ میدان حشر میں ملاقات کریں گے۔

FMRI

اَلْبَاب: 2

ذِكْرُ نَدَمِ بَعْضِ مَنْ لَمْ يُشَارِكْ عَلِيًّا رضي الله عنه فِي الْقِتَالِ

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ میں شرکت نہ کر سکنے والوں کی ندامت اور افسردگی﴾

FMRi

وَقَدْ وَرَدَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ قَاتلُوْا عَلِيًّا وَمِمَّنْ لَمْ يَنْصُرُوْهُ فِي قِتَالِهِ، الرُّجُوْعُ عَنْ ذَلِكَ. فَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّهُ نَدِمَ لِعَدَمِ خُرُوْجِهِ لِلْقِتَالِ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ.

بعض ایسے صحابہ کرام ﷺ سے منقول ہے جنہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا یا جنہوں نے آپ کی مدد نہیں کی تھی کہ اُنہوں نے اپنی اس غلطی سے رجوع کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ جنگ میں سیدنا علی ﷺ کی حمایت میں نہ نکلنے پر افسردہ ہوئے تھے۔

١. قَالَ الْقُرْطُبِيُّ فِي ((التَّذْكِرَةِ)): وَرُبَّمَا نَدِمَ بَعْضُهُمْ عَلَى تَرْكِ ذَلِكَ كَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ، فَإِنَّهُ نَدِمَ عَلَى تَخَلُّفِهِ عَنْ نُصْرَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ فَقَالَ عِنْدَ مَوْتِهِ: 'مَا آسِيْ عَلَى شَيْءٍ مَا آسِيْ عَلَى تَرْكِي قِتَالَ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ' يَعْنِي فِئَةَ مُعَاوِيَةَ، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيْحُ أَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ إِذَا عُلِمَ مِنْهَا الْبَغْيُ قُوْتِلَتْ(٣٨).

امام قرطبی نے بھی اپنی کتاب ''التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة'' میں فرمایا ہے: بسا اوقات بعض صحابہ کرام ﷺ اس ترکِ حمایت پر افسردہ ہوتے تھے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ حضرت علی ﷺ کی مدد و نصرت سے پیچھے رہ جانے پر افسردہ

---

(٣٨) القرطبي فى التذكرة/ ٦٣٧.

ہوئے تھے، اپنی وفات کے وقت انہوں نے کہا تھا: مجھے کسی چیز پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس باغی گروہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے خلاف جنگ نہ کرنے پر ہوا ہے۔ یہ وہ صحیح دلیل ہے کہ جب کسی گروہ کی بغاوت معلوم ہو جائے تو اُس سے قتال کیا جائے گا۔

٢. ذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ: قَدْ نَدِمَ عَلَى التَّخَلُّفِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فِي حُرُوْبِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ السَّلَفِ، كَمَا رُوِيَ مِنْ وُجُوْهٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: ((مَا آسِي عَلَى شَيْءٍ إِلَّا أَنِّي لَمْ أُقَاتِلْ مَعَ عَلِيٍّ مَعَ أَهْلِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ))(٣٩).

امام ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ ایک سے زائد کبار سلف صالحین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں نہ نکلنے پر افسردہ ہوئے تھے۔ اسی طرح کی ایک یہ حدیث بھی ہے جو مختلف طرق سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت اپنے والد ابو ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”میں اپنے دل میں کسی دنیوی معاملہ کے بارے میں حسرت نہیں رکھتا، سوائے اِس کے کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے باغی گروہ کے خلاف لڑائی نہ کر سکا“۔

٣. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: مَا مَاتَ مَسْرُوْقٌ حَتَّى تَابَ إِلَى اللهِ تَعَالَى عَنْ تَخَلُّفِهِ عَنِ الْقِتَالِ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ كَمَا فِي ((أُسْدِ الْغَابَةِ فِي مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ))(٤٠).

---

(٣٩) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/ ١١١٧، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ٤/ ١٨٧، وابن الأثير الجزري في أسد الغابة، ٣/ ٦١٢، والذهبي في سير أعلام النبلاء، ٣/ ٢٣١-٢٣٢، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ٣/ ٢٢٩.

(٤٠) ذكره ابن الأثير في أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٤/ ٣٣.

امام شعبی فرماتے ہیں: حضرت مسروق بن اجدع ﵁ نے قبل از وفات جنگ میں سیدنا علی ﵁ کا ساتھ نہ دینے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تھی۔ جیسا کہ یہ روایت 'أسد الغابة في معرفة الصحابة' میں مذکور ہے۔

٤. وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي 'الْاِسْتِيْعَابِ' بَعْدَ ذِكْرِهِ لِهَذَيْنِ الْأَثَرَيْنِ: 'وَلِهَذِهِ الأَخْبَارِ طُرُقٌ صِحَاحٌ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي مَوْضِعِهَا'(٤١).

حافظ ابن عبد البر نے 'الاستیعاب' میں یہ دو قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: اِن آثار کے متعدد طرق صحیح ہیں جنہیں ہم اُن کے مقام پر ذکر کر چکے ہیں۔

٥. وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي 'الْمُسْتَدْرَكِ': كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، وَصَحَّحَهُ؛ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ، كِتَابُ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﵄ أَنَّهُ قَالَ: مَا وَجَدْتُّ فِي نَفْسِي مِنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذِهِ الْآيَةِ - يَعْنِي ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ﴾ [الحجرات، ٤٩/ ٩]، - إِلَّا مَا وَجَدْتُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أُقَاتِلْ هَذِهِ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ كَمَا أَمَرَنِيَ اللهُ تَعَالَى(٤٢).

قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيْدَ وَأَحَدُهَا رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ(٤٣).

---

(٤١) ابن عبد البر في الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ٣/ ١١١٧.

(٤٢) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ١٢٥، الرقم/ ٤٥٩٨، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/ ١٧٢، الرقم/ ١٦٤٨٣، وذكره العيني في عمدة القاري، ٢٤/ ١٩٢.

(٤٣) ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٧/ ٢٤٢.

لِمَاذَا صَدَرَتْ مِثْلَ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ الْمُؤْسِفَةِ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهِ؟ ذَلِكَ لِأَنَّ الْقِتَالَ لِأَجْلِ الْحَقِّ عِنْدَهُ أَفْضَلُ مِنَ الْقُعُوْدِ فِي الْبَيْتِ. لِذَا سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ﷺ عَنِ الْحُرُوْبِ الرَّاهِنَةِ آنَذَاكَ فَقَالَ: كَفَفْتُ يَدَيَّ فَلَمْ أَقْدُمْ، وَالْمُقَاتِلُ عَلَى الْحَقِّ أَفْضَلُ (٤٤).

امام حاکم نے "المستدرک (کتاب التفسیر)" میں صحت کے ساتھ اور امام بیہقی نے "السنن (كتاب قتال أهل البغي)" میں حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ سے ایک طویل حدیث میں نقل کیا ہے: حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ سے ایک شخص نے آیت: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ﴾ سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس کو جواب دینے سے گریز کیا، لیکن اُس کے اوجھل ہو جانے کے بعد اپنے ہم مجلس لوگوں سے کہا: اس آیت میں مجھے اپنی ذات کی نسبت سے کوئی چیز اتنی گراں نہیں گزری جتنی یہ بات کہ میں باغی گروہ (یعنی خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف خروج کرنے والے گروہ) کے ساتھ قتال کرنے میں اُس طرح عمل نہیں کر سکا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا۔

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: اِس حدیث کو امام طبرانی نے کئی سندوں سے روایت کیا ہے اور ان کی بعض سندوں کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷺ سے وقتِ وفات افسردگی بھرے یہ الفاظ کیوں صادر ہوئے؟ اس لیے کہ اُن کے نزدیک حمایتِ حق میں قتال کرنا گھر میں بیٹھے رہنے سے افضل تھا۔ چنانچہ جب ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ کے ہاں حاضر ہو کر حالیہ جنگوں سے متعلق

---

(٤٤) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ٦٤٣، رقم/ ٦٣٦٠، وذكره ابن سعد في الطبقات الكبرى، ٤/ ١٦٤، وابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/ ٩٥١.

سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا، آگے نہیں بڑھایا حالانکہ حق کی خاطر قتال کرنے والا افضل ہے۔

١ - نَدَمُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رضي الله عنهما

(حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی ندامت اور افسردگی)

١. رَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ: عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ إِيَاسٍ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه يَوْمَ الْجَمَلِ فَبَعَثَ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رضي الله عنه أَنِ الْقَنِي، فَأَتَاهُ طَلْحَةُ رضي الله عنه فَقَالَ: نَشَدْتُكَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ، وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلِمَ تُقَاتِلُنِي؟ قَالَ: لَمْ أَذْكُرْ، قَالَ: فَانْصَرَفَ طَلْحَةُ(٤٥).

امام حاکم نے ''المستدرك، كتاب معرفة الصحابة'' میں رفاعہ بن ایاس الضبی سے اور انہوں نے اپنے باپ کے طریق سے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: جنگ جمل کے دن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ اُنہوں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے ملاقات کریں۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ! جو اُسے محبوب رکھے تو اُسے محبوب رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کر؟ انہوں نے کہا:

---

(٤٥) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ٤١٩، الرقم/ ٥٥٩٤.

ہاں۔ فرمایا: پھر تم مجھ سے جنگ کیوں کر رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا: مجھے یہ حدیث یاد نہیں رہی تھی۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ سے رجوع کرتے ہوئے) واپس لوٹ گئے۔

٢. وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي ((الْمُسْتَدْرَكِ))، وَابْنُ سَعْدٍ فِي ((الطَّبَقَاتِ)) وَصَاحِبُ الْعِقْدِ الثَّمِيْنِ، وَغَيْرُهُمْ. وَرَوَى الْحَدِيْثَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي ((الْمَطَالِبِ الْعَالِيَةِ)). وَقَالَ أَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي ((الْاِسْتِيْعَابِ)): لَا تَخْتَلِفُ الْعُلَمَاءُ الثِّقَاتُ فِي أَنَّ مَرْوَانَ قَتَلَ طَلْحَةَ. وَرَوَى ابْنُ سَعْدٍ فِي ((الطَّبَقَاتِ)) سِتَّ رِوَايَاتٍ يَثْبُتُ بِهَا أَنَّ مَرْوَانَ هُوَ قَاتِلُ طَلْحَةَ(٤٦).

امام حاکم نے ''المستدرک'' میں، امام ابن سعد نے ''الطبقات الکبری'' میں، ''العقد الثمین'' کے مصنف اور دوسرے علماء کرام نے ذکر کیا ہے، نیز حافظ ابن حجر نے ''المطالب العالیۃ'' میں روایت کیا ہے، اور امام ابن عبد البر نے ''الاستیعاب'' میں کہا ہے کہ جملہ معتبر علماء کرام کے مابین اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو مروان (جو کہ باغی گروہ کا ایک سرگرم فرد تھا) نے قتل کیا تھا۔ امام ابن سعد نے ''الطبقات الکبری'' میں چھ روایات سے ثابت کیا ہے کہ مروان ہی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ دورانِ جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف لشکر سے الگ ہو چکے تھے)۔

---

(٤٦) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٢/ ٧٦٦.

٣. وَقَالَ الْبَاقِلَّانِيُّ فِي كِتَابِهِ ((تَمْهِيْدِ الْأَوَائِلِ)): أَنَّ طَلْحَةَ ﷺ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ ﷺ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ: ((اُمْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ))(٤٧).

كَمَا ذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ فِي كِتَابِ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ مَجْزَأَةَ قَالَ: ((مَرَرْتُ بِطَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهُوَ صَرِيْعٌ فِي آخِرِ رَمْقٍ، فَوَقَفْتُ عَلَيْهِ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: إِنِّيْ لَأَرَى وَجْهَ رَجُلٍ كَأَنَّهُ الْقَمَرُ مِمَّنْ أَنْتَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَصْحَابِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ فَقَالَ: اُبْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ فَبَسَطْتُ يَدِي وَبَايَعَنِي، فَفَاضَتْ نَفْسُهُ، فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ طَلْحَةَ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، أَبَى اللهُ أَنْ يُدْخِلَ طَلْحَةَ الْجَنَّةَ إِلَّا وَبَيْعَتِي فِي عُنُقِهِ))(٤٨).

امام باقلانی اپنی کتاب ''تمہید الاوائل'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت طلحہ ﷺ نے سیدنا علی ﷺ کے لشکر کے ایک نوجوان کو دیکھا جبکہ وہ خود جاں بلب تھے آپ نے اس وقت اُس سے فرمایا: اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ تا کہ میں تمہارے ہاتھ پر (اپنی موت سے پہلے) امیر المومنین (حضرت علی ﷺ) کی بیعت کر لوں۔

جیسا کہ امام حاکم نے '' المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ'' میں ثور بن مجزأہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: میں جمل کے دن حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کے قریب سے گزرا جبکہ وہ آخری لمحات کی غنودگی میں تھے۔ میں اُن کے پاس کھڑا ہوا تو اُنہوں نے سر

(٤٧) ذكره الباقلاني في تمهيد الأوائل/ ٥٥٢.

(٤٨) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ٤٢١، الرقم/ ٥٦٠١.

اٹھاتے ہوئے فرمایا: میں ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں گویا وہ چاند ہے، تم کون ہو؟ میں نے کہا: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ فرمانے لگے: ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہاری بیعت کروں، میں نے ہاتھ بڑھایا تو اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی، پھر اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس معاملے کی خبر دی تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا (کہ طلحہ جنتی ہے) اور اللہ تعالیٰ طلحہ کو جنت میں داخل نہ فرماتا اگر اُس کی گردن میں میری بیعت نہ ہوتی۔

٤. فَقَدْ رَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لِلزُّبَيْرِ: أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَقِيْفَةِ قَوْمٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقُلْتَ: مَا يَمْنَعُنِي؟ قَالَ: أَمَا إِنَّكَ سَتَخْرُجُ عَلَيْهِ وَتُقَاتِلُهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ' قَالَ: فَرَجَعَ الزُّبَيْرُ (٤٩).

امام حاکم نے ''المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ'' میں حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے بیان کیا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا آپ وہ دن یاد ہے، جب میں اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کے ایک سقیفہ میں موجود تھے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا تھا: کیا آپ اس سے (یعنی علی سے) محبت کرتے ہو؟ آپ نے عرض کیا تھا: مجھے اس سے محبت میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب تم اس کے خلاف خروج کروگے، اور اس سے قتال کروگے اور تم ہی ظلم کے مرتکب ہوگے۔ قیس بن

(٤٩) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ٤١٢، الرقم/ ٥٥٧٣.

ابو حازم کہتے ہیں: اس بات کی یاد دہانی پر حضرت زبیر ﷺ نے (حضرت علی ﷺ کے خلاف جنگ سے) رجوع کر لیا۔

٥. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لَهُ: ((أَنْشُدُكَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «تُقَاتِلُهُ وَأَنْتَ لَهُ ظَالِمٌ»؟)) فَقَالَ: لَمْ أَذْكُرْ، ثُمَّ مَضَى الزُّبَيْرُ مُنْصَرِفًا))(٥٠).

امام حاکم کی ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا علی ﷺ نے اُنہیں فرمایا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ اس (علی ﷺ) سے قتال کریں گے اور آپ ہی ظلم کرنے والے ہوں گے؟ اُنہوں نے کہا: میں یہ بات بھول چکا تھا۔ پھر حضرت زبیر ﷺ واپس پلٹ آئے (یعنی اُنہوں نے حضرت علی ﷺ کے خلاف خروج سے رجوع کر لیا)۔

٦. وَرَوَاهُ أَبُوْ يَعْلَى فِي مُسْنَدِهِ بِنَحْوِهِ: قَالَ عَلِيٌّ لِلزُّبَيْرِ: ((أَنْشُدُكَ اللهَ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «إِنَّكَ تُقَاتِلُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لِي»؟)) قَالَ: نَعَمْ، وَلَمْ أَذْكُرْ إِلَّا فِي مَوْقِفِي هَذَا، ثُمَّ انْصَرَفَ(٥١).

اسی طرح امام ابو یعلیٰ نے اپنی المسند میں روایت کیا ہے کہ سیدنا علی ﷺ نے حضرت زبیر ﷺ سے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ

(٥٠) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ٤١٣، الرقم/ ٥٥٧٤.

(٥١) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٢/ ٢٩، الرقم/ ٦٦٦؛ و ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٧/ ٢٣٥؛ وابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، ١٨/ ١٥٠، الرقم/ ٤٤١٠.

FMRi

میرے ساتھ لڑیں گے اور مجھ پر ظلم کرنے والے ہوں گے؟ اُنہوں نے عرض کیا: ہاں، لیکن میں بھول چکا تھا، ابھی کھڑے کھڑے اسی مقام پر مجھے یاد آیا ہے، پھر وہ (حضرت علی ﷺ کے خلاف) قتال سے کنارہ کش ہو گئے۔

٧. قَالَ صَاحِبُ الْعِقْدِ الثَّمِيْنِ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ ﷺ قَدِ انْصَرَفَ عَنِ الْقِتَالِ نَادِمًا(٥٢).

"العقد الثمين" کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت زبیر ﷺ شرمندہ اور افسردہ ہو کر قتال سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

٨. وَقَالَ الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ السُّدِّيِّ: شُهِدَ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ يَوْمَ الْجَمَلِ مِائَةٌ وَثَلَاثُوْنَ بَدْرِيُّوْنَ وَسَبْعُ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حِيْنَ رَمَى طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ بِسَهْمٍ، فَوَقَعَ فِي رُكْبَتِهِ، فَمَا زَالَ يَسِيْحُ حَتَّى مَاتَ(٥٣).

مطّلِب بن زیاد نے سُدِّی سے روایت کیا ہے کہ جنگِ جمل میں سیدنا علی ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس [١٣٠] بدری اور سات سو دیگر صحابہ کرام ﷺ نے شرکت کی تھی۔ قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جَمل کے دن مروان بن حکم کو حضرت طلحہ ﷺ پر تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا تھا، تیر اُن کے گھٹنے میں لگا، وہ مسلسل درد سے کراہتے رہے حتیٰ کہ واصل بحق ہو گئے۔

---

(٥٢) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٢/ ٥١٥.

(٥٣) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ١/ ٣٥، وأيضًا في تاريخ الإسلام، ٣/ ٤٨٤، والعاصمي في سمط النجوم العوالي، ٢/ ٥٦٠.

٩. وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: انْصَرَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ عَنْ عَلِيٍّ، وَهُمْ فِي الْمَصَافِّ، فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ: جُبْنًا جُبْنًا، فَقَالَ: قَدْ عَلِمَ النَّاسُ أَنِّي لَسْتُ بِجَبَانٍ، وَلَكِنْ ذَكَّرَنِي عَلِيٌّ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا أُقَاتِلُهُ، ثُمَّ قَالَ: تَرْكُ الأُمُوْرِ الَّتِي أَخْشَى عَوَاقِبَهَا .... فِي اللهِ أَحْسَنُ فِي الدُّنْيَا وَفِي الدِّيْنِ(٥٤).

یزید بن ابی زیاد نے عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت زبیر ؓ جمل کے دن سیدنا علی ؓ کے خلاف جنگ سے پلٹ کر جانے لگے جبکہ لوگ صفوں میں موجود تھے تو اُنہیں اُن کا بیٹا عبد اللہ کہنے لگا: یہ بزدلی ہے، یہ بزدلی ہے۔ اس پر اُنہوں نے فرمایا: تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں بزدل نہیں ہوں، لیکن علی ؓ نے مجھے ایک ایسی چیز یاد کرا دی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا (مگر میں بھول چکا تھا)، میں نے قسم کھالی ہے کہ میں اُن کے خلاف جنگ نہیں کروں گا، پھر فرمایا: ایسے امور کو ترک کر دینا جنہیں بجا لانے میں عاقبت کی خرابی کا اندیشہ ہو۔۔۔۔ وہ دین اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بہت بہتر ہوتا ہے۔

١٠. قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي كِتَابِهِ ((سِيَرِ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ)) عَنْ أَبِي وَائِلٍ، سَمِعَ عَمَّارًا يَقُوْلُ:------ لَتَتَّبِعُوْهُ أَوْ إِيَّاهَا(٥٥).

---

(٥٤) أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء، ١/ ٩١، وذكره ابن عساكر في تاريخ مدينه دمشق، ١٨/ ٤١١، والذهبي في سير أعلام النبلاء، ١/ ٦٠.
(٥٥) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ٢/ ١٧٨.

EMRI

امام ذہبی نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں بیان کیا ہے، حضرت ابو وائل نے حضرت عمار ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:۔۔۔۔ تم حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی پیروی کرتے ہو یا اس معاملے میں حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی۔

١١. وَعَنْ أَبِي جَرْوٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ حِيْنَ تَوَاقَفَا، فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: يَا زُبَيْرُ، أَنْشُدُكَ اللهَ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّكَ تُقَاتِلَنِي وَأَنْتَ لِي ظَالِمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَمْ أَذْكُرْهُ إِلَّا فِي مَوْقِفِي هَذَا. ثُمَّ انْصَرَفَ(٥٦).

ابو جرو مازنی بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا علی ﷺ اور حضرت زبیر ﷺ کو ملاقات کرتے دیکھا، سیدنا علی ﷺ نے اُنہیں فرمایا: اے زبیر! آپ کو اللہ کی قسم! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ میرے ساتھ قتال کرنے والے اور مجھ پر ظلم کرنے والے ہوں گے؟ اُنہوں نے عرض کیا: ہاں، اور میں یہ بات بھول چکا تھا۔ ابھی اسی مقام پر یاد آیا ہے، پھر وہ جنگ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

---

(٥٦) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ١/ ٥٩.

٢ – نَدَمُ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ رضي الله عنها

(اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی واقعہ جمل پر افسردگی)

وَثَبَتَ أَيْضًا نَدَمُ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَلَى مَا فَعَلَتْ، وَهُوَ أَنَّهَا مَكَثَتْ فِي الْعَسْكَرِ الَّذِي كَانَ ضِدَّ عَلِيٍّ مَعَ كَوْنِهَا لَمْ تَخْرُجْ بِنِيَّةِ قِتَالِهِ وَلَمْ تُقَاتِلْهُ.

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی اپنے اقدام پر افسردہ ہونا ثابت ہے، وہ اُس لشکر میں آکر ٹھہری تھیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا تھا، حالانکہ وہ نہ تو قتال کی نیت سے نکلی تھیں اور نہ ہی اُن کے حکم سے قتال کیا گیا تھا۔

١. قَالَ الْبَاقِلَّانِيُّ فِي كِتَابِهِ 'تَمْهِيْدِ الْأَوَائِلِ' مَا نَصُّهُ: وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّهُمْ تَابُوْا مِنْ ذَلِكَ، وَيُسْتَدَلُّ بِرُجُوْعِ الزُّبَيْرِ وَنَدَمِ عَائِشَةَ إِذَا ذَكَرُوْا لَهَا يَوْمَ الْجَمَلِ وَبُكَاءِهَا حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا وَقَوْلِهَا: وَدِدْتُ أَنْ لَوْ كَانَ لِي عِشْرُوْنَ وَلَدًا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم كُلُّهُمْ مِثْلُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ الْحَرِثِ بْنِ هِشَامٍ وَأَنِّيْ ثَكِلْتُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنِّيْ يَوْمَ الْجَمَلِ. وَقَوْلِهَا: لَقَدْ أَحْدَقَتْ بِي يَوْمَ الْجَمَلِ الأَسِنَّةُ حَتَّى صِرْتُ عَلَى الْبَعِيْرِ مِثْلَ اللُّجَّةِ. وَأَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ: اُمْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَمَا هَذَا نَحْوَهُ، وَالْمُعْتَمَدُ عِنْدَهُمْ فِي ذَلِكَ قَوْلُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم: عَشَرَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَدَّ فِيْهِمْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، قَالُوْا: وَلَمْ

يَكُنْ لِيُخْبِرَ بِذَلِكَ إِلَّا عَنْ عِلْمٍ مِّنْهُ بِأَنَّهُمَا سَيَتُوْبَانِ مِمَّا أَحْدَثَاهُ وَيُوَافِيَانِ بِالنَّدَمِ وَالإِقْلَاعِ(٥٧).

امام باقلانی نے اپنی کتاب "تمهيد الأوائل" میں بیان کیا ہے: بعض علماء نے کہا ہے کہ اُن میں سے بعض نے توبہ کرلی تھی، اور اُنہوں نے حضرت زبیر کے پلٹ جانے اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی افسردگی سے اس امر پر دلیل اخذ کی ہے۔ جب بھی سیدہ عائشہ ؓ کے سامنے لوگ جنگ جمل کا تذکرہ کرتے تو آپ رو پڑتیں یہاں تک کہ آنسوؤں سے اپنی اوڑھنی تر کر دیتیں اور فرماتیں: کاش! رسول اللہ ﷺ سے میرے بیس بیٹے ہوتے، جو سب کے سب عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کی مانند ہوتے اور میں سب کو کھو کر اُن پر رو چکی ہوتی، پھر بھی وہ صدمہ مجھ پر جنگ جمل کے دن سے زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ آپ ؓ کا یہ قول کہ جنگ جمل کے دن نیزہ برادروں نے مجھے اس طرح حصار میں لے رکھا تھا کہ میں اونٹ پر سوار گرداب کی مانند ہو چکی تھی (گویا حضرت عثمان ؓ کے قاتلوں اور باغیوں نے آپ ؓ کو اس طرح گھیر لیا تھا کہ آپ ؓ کے لیے حضرت علی ؓ سے ملنا، تبادلۂ خیال کرنا اور صورتحال پر مشورہ کرنا بھی ناممکن بنا دیا گیا تھا)۔ حضرت طلحہ ؓ نے جنگ جمل کے دن حضرت علی ؓ کے لشکر کے ایک نوجوان سے کہا جبکہ آپ جاں بلب تھے کہ ہاتھ آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر امیر المومنین کی بیعت کرلوں۔ اس طرح کی متعدد روایات ہیں، اور علماء کرام کے نزدیک اس مسئلہ میں سب سے زیادہ معتمد بات یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے قریش کے دس افراد کو جنتی قرار دیا تھا، اور حضرت طلحہ و زبیر ؓ کو بھی اُن میں سے ذکر فرمایا تھا۔ علماء نے بیان کیا ہے: آپ ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا تھا کہ آپ کو علم تھا کہ

---

(٥٧) ذكره الباقلاني في تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل/ ٥٥٢.

وہ دونوں عنقریب اُس غلطی سے رجوع کر لیں گے جو اُن سے سرزد ہو گی، اور ندامت و افسردگی اور کنارہ کشی سے اپنے کیے کی تلافی کر لیں گے۔

٢. وَقَالَ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ فِي ((سِيَرِ الْأَعْلَامِ النُّبَلَاءِ)): وَلَا رَيْبَ أَنَّ عَائِشَةَ ﷺ نَدِمَتْ نَدَامَةً كُلِّيَّةً عَلَى مَسِيْرِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ وَحُضُوْرِهَا يَوْمَ الْجَمَلِ وَمَا ظَنَّتْ أَنَّ الأَمْرَ يَبْلُغُ مَا بَلَغَ، فَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَمَّنْ سَمِعَ عَائِشَةَ ﷺ إِذَا قَرَأَتْ: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ [الأحزاب، ٣٣/ ٣٣]، بَكَتْ حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا(٥٨).

حافظ ذہبی ''سير أعلام النبلاء'' میں فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ عائشہ ﷺ بصرہ کی طرف اپنے خروج اور جَمل میں اپنی موجودگی پر کلیتاً افسردہ ہوئی تھیں، کیونکہ اُنہیں یہ گمان نہیں تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا جہاں پہنچا تھا۔ حضرت عمارہ بن عمیر اُس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے ام المومنین سیدہ عائشہ ﷺ سے سنا تھا کہ جب وہ یہ آیت تلاوت فرماتیں: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ 'اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا' تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر کر لیتی تھیں۔

٣. وَذَكَرَ مِثْلَ ذَلِكَ الْقُرْطُبِيُّ فِي 'الْجَامِعِ لِأَحْكَامِ الْقُرْآنِ' وَأَبُوْ حَيَّانَ فِي تَفْسِيْرِهِ 'الْبَحْرِ الْمُحِيْطِ'، قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ ﷺ إِذَا قَرَأَتْ هَذِهِ الْآيَةَ.

---

(٥٨) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ٢/ ١٧٧.

يَعْنِي آيَةَ ﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ﴾ [الأحزاب، ٣٣/ ٣٢] بَكَتْ حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا، تَتَذَكَّرُ خُرُوْجَهَا أَيَّامَ الْجَمَلِ تَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ ﷺ(٥٩).

ایسا ہی امام قرطبی نے ''الجامع لأحكام القرآن'' اور ابو حیان نے ''البحر المحیط'' میں ذکر کیا ہے، اُنہوں نے کہا ہے کہ جب وہ یہ آیت ﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ﴾ تلاوت فرماتیں تو اُنہیں جنگ جَمل کے ایام میں اپنا خروج اور قصاصِ عثمان کا مطالبہ یاد آجاتا، پھر وہ اتنا روتیں کہ اپنی اوڑھنی کو تر کر دیتیں۔

٤. وَفِي كِتَابِ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ لِلْبَيْهَقِيِّ مَا نَصُّهُ: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ قَالَتْ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ خُرُوْجَ بَعْضِ نِسَائِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ ﷺ فَقَالَ: انْظُرِيْ يَا حُمَيْرَاء، أَنْ لَّا تَكُوْنِيْ أَنْتِ! ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى عَلِيٍّ ﷺ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، إِنَّ وُلِّيْتَ مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا فَارْفُقْ بِهَا(٦٠).

امام بیہقی دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں: اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ ﷺ فرماتی ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے اُمہات المومنین میں سے بعض کے خروج کا ذکر فرمایا تو سیدہ عائشہ ﷺ ہنس پڑیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے حمیراء! خیال کرنا کہیں وہ تم ہی نہ ہو۔ پھر آپ نے سیدنا علی ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر یہ معاملہ تمہارے ہاتھ میں آئے تو اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا۔

---

(٥٩) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٤/ ١٨٠، وأبو حيان في البحر المحيط، ٧/ ٢٢٣.

(٦٠) أخرجه البيهقي في دلائل النبوة، ٦/ ٤١١.

٥. وَفِيْهِ بِسَنَدِهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((لَوَدِدْتُّ أَنِّي مُتُّ وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًا))(٦١).

اور دلائل النبوۃ میں ہی امام بیہقی ہشام سے، وہ عروہ سے، اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ ﷺ نے فرمایا: کاش اس واقعہ سے پہلے ہی میری وفات ہو چکی ہوتی اور میں بھولی بسری ہو چکی ہوتی۔

٦. وَرَوى ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ بِسَنَدِهِ، قَالَ: 'أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ لَهَا، أَمَا عَلِمْتَ مَا كَانَتْ تَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً، يَا لَيْتَنِي كُنْتُ حَجَرًا، يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَدَرَةً، قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ مِنْهَا، قَالَ: تَوْبَةٌ(٦٢).

امام ابن سعد نے ’’الطبقات الکبری‘‘ میں اپنی سند کے ساتھ فضل بن دُکین سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: ہمیں عیسیٰ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو جعفر (محمد الباقر) سے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ سے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا: میں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے رفعِ درجات کی دعا کرتا ہوں، تمہیں معلوم ہے وہ کیا فرمایا کرتی تھیں: اے کاش! میں ایک درخت ہوتی، اے کاش! میں ایک پتھر ہوتی اور اے کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی۔ میں نے پوچھا: اس سے اُن کا کیا مطلب تھا؟ فرمایا: توبہ۔

(٦١) أخرجه البيهقي في دلائل النبوة، ٦/ ٤١٢.

(٦٢) ذكره ابن سعد في الطبقات الكبرى، ٨/ ٧٤.

EMRI

٧. وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي 'مُصَنَّفِهِ' بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَائِشَةَ ﵂ أَنَّهَا قَالَتْ: ((وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ غُصْنًا رُطَبًا، وَلَمْ أَسِرِ مَسِيْرِيْ هَذَا))(٦٣).

امام ابن ابی شیبہ نے ''المصنَّف'' میں اپنی سند کے ساتھ اُم المومنین سیدہ عائشہ ﵂ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: میری آرزو ہے، کاش! میں ایک تر ٹہنی ہوتی اور میں نے یہ قدم نہ اُٹھایا ہوتا۔

٣ – نَدَمُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﵄ وَتَوْبَتُهُ

(حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ﵄ کی ندامت اور توبہ)

١. رَوَى الْإِمَامُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي ((الِاسْتِيْعَابِ)) فِي مَسْأَلَةِ خُرُوْجِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ﵄ مَعَ الَّذِيْنَ كَانُوْا ضِدَّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﵁ بِسَنَدِهِ قَالَ: ((قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو ﵄: مَا لِي وَلِصِفِّيْنَ، مَا لِي وَلِقِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاللهِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي مِتُّ قَبْلَ هَذَا بِعَشَرِ سِنِيْنَ)). ثُمَّ يَقُوْلُ: ((أَمَا وَاللهِ، مَا ضَرَبْتُ فِيْهَا بِسَيْفٍ وَلَا طَعَنْتُ بِرُمْحٍ وَلَا رَمَيْتُ بِسَهْمٍ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَحْضُرْ شَيْئًا مِنْهَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْ ذَلِكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ)). إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ كَانَتْ بِيَدِهِ الرَّايَةُ يَوْمَئِذٍ فَنَدِمَ نَدَامَةً شَدِيْدَةً عَلَى قِتَالِهِ مَعَ مُعَاوِيَةَ ﵁ وَجَعَلَ يَسْتَغْفِرُ اللهَ وَيَتُوْبُ إِلَيْهِ(٦٤).

---

(٦٣) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٧/ ٥٤٤، الرقم/ ٣٧٨١٨.

(٦٤) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/ ٩٥٨.

امام ابن عبد البر ''الاستیعاب'' میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اُس خروج کے ذکر میں جو اُنہوں نے مخالفینِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کیا تھا، اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا ہے: میرا صفین کے ساتھ کیا تعلق؟ میرا مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا کیسا؟ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں اس سے دس برس قبل مر چکا ہوتا۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں نے اُس جنگ میں تلوار چلائی، نہ خنجر چلایا اور نہ کوئی تیر پھینکا اور میں نے یقیناً چاہا کہ کاش میں اُس جنگ کے کسی معاملہ میں حاضر نہ ہوا ہوتا، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب گار ہوں اور اُس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ ہاں اُنہوں نے اتنا ذکر کیا کہ اُس دن اُن کے ہاتھ میں ایک پرچم تھا۔ پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں اس جنگ میں شرکت پر شدید نادم اور افسردہ ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار اور توبہ میں لگ گئے۔

٢. وَقَالَ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِيُّ فِي كِتَابِهِ «أُصُوْلِ الدِّيْنِ» مَا نَصُّهُ: أَجْمَعَ أَصْحَابُنَا عَلَى أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ كَانَ مُصِيْبًا فِي قِتَالِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَفِي قِتَالِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بِصِفِّيْنَ، وَقَالُوْا فِي الَّذِيْنَ قَاتَلُوْهُ بِالْبَصْرَةِ: إِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْخَطَأِ، وَقَالُوْا فِي عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَفِي طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما: إِنَّهُمْ أَخطَؤُوْا وَلَمْ يَفْسُقُوْا، لِأَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَصَدَتِ الْإِصْلَاحَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ فَغَلَبَهَا بَنُوْ ضَبَّةَ وَبَنُو الأَزْدِ عَلَى رَأْيِهَا، فَقَاتَلُوْا عَلِيًّا فَهُمُ الَّذِيْنَ فَسَقُوْا دُوْنَهَا. وَأَمَّا الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ فَإِنَّهُ لَمَّا كَلَّمَهُ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ يَوْمَ الْجَمَلِ عَرَفَ أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ فَتَرَكَ قِتَالَهُ وَهَرَبَ مِنَ الْمَعْرِكَةِ رَاجِعًا إِلَى مَكَّةَ، فَأَدْرَكَهُ عَمْرُو بْنُ جَرْمُوْزٍ بِوَادِي السِّبَاعِ فَقَتَلَهُ، وَحَمَلَ رَأْسَهُ إِلَى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، فَبَشَّرَهُ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بِالنَّارِ. وَأَمَّا طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ فَإِنَّهُ لَمَّا رَأَى الْقِتَالَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ

هَمَّ بِالرُّجُوْعِ إِلَى مَكَّةَ، فَرَمَاهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، فَهَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ بَرِيْئُوْنَ مِنَ الْفِسْقِ، وَالْبَاقُوْنَ مِنْ أَتْبَاعِهِمُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا عَلِيًّا فَسَقَةٌ، وَأَمَّا أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُمْ بَغَوْا، وَسَمَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بُغَاةً فِي قَوْلِهِ لِعَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» وَلَمْ يَكْفُرُوْا بِهَذَا الْبَغْيِ(٦٥).

امام ابو منصور البغدادی اپنی کتاب ''أصول الدين'' میں صراحت فرماتے ہیں:
ہمارے تمام ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اصحابِ جمل کے ساتھ قتال میں اور صفّین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال میں حق بجانب تھے۔ علماء کرام نے اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے بصرہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال کیا، کہا ہے کہ وہ خطا پر تھے، اور اُنہوں نے سیدہ عائشہ اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہا ہے کہ وہ خطا وار تھے، مگر فاسق نہیں تھے، کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فریقین کے مابین اصلاح کا قصد کیا تھا لیکن اُن کی رائے پر بنو ضبّہ اور بنو اَزد غالب آ گئے، اور اُنہوں نے فتنہ انگیزی کے طور پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اچانک جنگ چھیڑ دی تھی، وہ سیدہ کو چھوڑ کر فاسق ہو گئے۔ رہے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تو اُن کے ساتھ جمل کے روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بات چیت کی، اُن پر عیاں ہو گیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں، وہ اسی وقت ارادۂ جنگ سے باز آ گئے اور انہوں نے میدان چھوڑ کر مکہ مکرمہ کا رُخ کر لیا، لیکن عمر بن جرموز نے اُنہیں وادیٔ سباع میں جا لیا اور قتل کر دیا، پھر اُن کا سر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، جس پر آپ نے اُسے دوزخ کی وعید سنائی۔ باقی رہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تو اُنہوں نے بھی جب فریقین کے درمیان جنگ کو دیکھا تو مکہ مکرمہ کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا، اس پر مروان بن الحکم نے اُنہیں تیر مار کر شہید کر دیا۔ لہٰذا یہ تینوں حضرات فسق سے بری ہیں اور ان کے باقی پیروکار جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی

---

(٦٥) ذكره أبو منصور البغدادي في أصول الدين/ ٣١٥.

وہ فاسق ہوگئے۔ رہے اصحابِ معاویہ تو اُنہوں نے بغاوت کی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" اُنہیں باغی قرار دے دیا تھا، مگر اس بغاوت سے وہ کافر نہیں ہوئے۔

٤ – مَا يُرْوَى فِي مُعَاوِيَةَ ﷺ مِنَ الْفَضَائِلِ فَإِنَّهُ لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ شَيْءٌ

(فضائلِ معاویہ ﷺ میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اُس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں)

١. أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ طَاهِرٍ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْحَاكِمُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوْبَ بْنِ يُوْسُفَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيَّ، يَقُوْلُ: لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ(٦٦).

ہمیں زاہر بن طاہر نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا: ہمیں احمد بن حسین بیہقی نے بیان کیا، اُنہیں ابو عبد اللہ الحاکم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن یعقوب بن یوسف کو بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے امام اسحاق

(٦٦) ذكره ابن عساكر في تاريخ مدينه دمشق، ٥٩/ ١٠٦.

بن ابراہیم الحنظلی کو کہتے ہوئے سنا: حضور نبی اکرم ﷺ سے معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں کوئی صحیح چیز منقول نہیں ہوئی ہے۔

٢. أَنْبَأَنَا هِبَةُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ الْجَرِيْرِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْفَتْحِ، أَنْبَأَنَا الدَّارَقُطْنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَيَّارٍ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدِ بْنُ الْحَرَفِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي فَقُلْتُ: مَا تَقُوْلُ فِي عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَمُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ؟ فَأَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ: أَيْش أَقُوْلُ فِيهِمَا؟ إِنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ كَانَ كَثِيْرَ الأَعْدَاءِ فَفَتَّش أَعْدَاؤُهُ لَهُ عَيْبًا فَلَمْ يَجِدُوْا، فَجَاءُوْا إِلَى رَجُلٍ قَدْ حَارَبَهُ وَقَاتَلَهُ فَأَطْرَوْهُ كِيَادًا مِّنْهُمْ لَهُ(٦٧).

ہمیں ہبۃ اللہ بن احمد جریری نے بیان کیا ہے، اُنہیں محمد بن علی الفتح نے بیان کیا ہے، اُنہیں امام دار قطنی نے بیان کیا ہے، اُنہیں ابو الحسین عبد اللہ بن ابراہیم بن جعفر بن نیار البزاز نے بیان کیا ہے، اُنہیں ابو سعید بن الحرفی نے بیان کیا ہے، اُنہیں عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم (امام احمد بن حنبل) سے عرض کیا: آپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ اس پر انہوں نے (سوچنے کے انداز میں) اپنا سر جھکا لیا، پھر سر اُٹھا کر فرمایا: میں اُن دونوں کے بارے میں کیا کہوں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کثیر الاعداء (بہت دشمنوں والے) تھے، ان کے دشمنوں نے اُن کے عیب تلاش کیے انہیں کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر وہ اُس شخص کی طرف متوجہ ہوئے

(٦٧) ذكره ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٧/ ١٠٤.

جس نے اُن سے جنگ اور لڑائی کی تھی سو انہوں نے اپنی طرف سے سازش کے تحت ان کی تعریف میں مبالغہ آرائی شروع کر دی۔

٣. قَالَ الإِمَامُ عَبْدُ الْحَيِّ بْنُ الْعِمَادِ الْحَنْبَلِيُّ فِي تَرْجَمَةِ النَّسَائِيِّ مَا نَصُّهُ: قَالَ ابْنُ خَلِّكَانَ فِي ((وَفَيَاتِ الْأَعْيَانِ)): قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَق الْأَصْبَهَانِيُّ: سَمِعْتُ مَشَايِخَنَا بِمِصْرَ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ (النَّسَائِيَّ) فَارَقَ مِصْرَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ وَخَرَجَ إِلَى دِمَشْقَ، فَسُئِلَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَمَا رُوِيَ مِنْ فَضَائِلِهِ فَقَالَ: أَمَا يَرْضَى مُعَاوِيَةُ أَنْ يَخْرُجَ رَأْسًا بِرَأْسٍ حَتَّى يُفَضَّلَ، وَفِي رِوَايَةٍ: مَا أَعْرِفُ لَهُ فَضِيْلَةً إِلَّا: «لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ»(٦٨).

رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ فِي كِتَابِ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالآدَابِ(٦٩).

امام عبد الحي بن عماد الحنبلی امام نسائی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ علامہ ابن خلکان نے ''وفیات الأعیان'' میں لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق اصبہانی نے بیان کیا ہے: میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابو عبد الرحمٰن النسائی نے مصر کو اپنی آخری عمر میں چھوڑا تھا اور دمشق چلے گئے تھے، اُن سے حضرت معاویہ ﷺ اور جو کچھ اُن کے فضائل میں روایت کیا گیا ہے اُس کے متعلق سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: کیا حضرت

---

(٦٨) ذكره ابن خلكان في وفيات الأعيان، ١/ ٧٧

(٦٩) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة، باب من لعنه النبي ﷺ أوسبه أو دعا عليه وليس هو أهلا لذلك كان له زكاة وأجرا ورحمة، ٤/ ٢٠١٠، الرقم/ ٢٦٠٤.

معاویہ ﷛ اس بات پر راضی نہیں کہ وہ برابر برابر نکل جائیں چہ جائیکہ انہیں فضیلت دی جائے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: میں اُن کی کوئی فضیلت نہیں جانتا، سوائے اس حدیث کے کہ ’’ اللہ اُن کے پیٹ کو نہ بھرے۔‘‘

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی ’’الصحیح‘‘کی ’’کتاب البر والصلۃ‘‘ میں روایت کیا ہے۔

فَمَا زَالُوْا يُدَافِعُوْنَهُ فِي خُصْيَتَيْهِ وَدَاسُوْهُ، ثُمَّ حُمِلَ إِلَى مَكَّةَ فَتُوُفِّيَ بِهَا وَهُوَ مَدْفُوْنٌ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ: لَمَّا دَاسُوْهُ بِدِمَشْق مَاتَ بِسَبَبِ ذَلِكَ الدَّوْسِ وَكَانَ صَنَّفَ كِتَابَ الْخَصَائِصِ فِي فَضْلِ الإِمَامِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷛ وَأَهْلِ الْبَيْتِ، وَأَكْثَرَ رِوَايَتَهُ فِيْهِ عَنِ الإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ﷛ فَقِيْلَ لَهُ: أَلَّا صَنَّفْتَ فِي فَضْلِ الصَّحَابَةِ ﷢ كِتَابًا، فَقَالَ: دَخَلْتُ دِمَشْقَ وَالْمُنْحَرِفُ عَنْ عَلِيٍّ كَثِيْرٌ فَأَرَدْتُ أَنْ يَهْدِيَهُمُ اللهُ بِهَذَا الْكِتَابِ، وَكَانَ إِمَامًا فِي الْحَدِيْثِ ثِقَةً ثَبْتًا حَافِظًا. اِنْتَهَى كَلَامُ ابْنِ الْعِمَادِ(٧٠).

(امام نسائی چونکہ محبِ اہلِ بیت تھے اس لیے) وہ لوگ انہیں زدوکوب کرنے لگے، مسلسل اُن کے فوطوں پر ضربیں لگاتے اور بدن پر پاؤں سے ٹھوکریں مارتے رہے۔ پھر انہیں اسی حالت میں اٹھا کر مکہ مکرمہ لے جایا گیا جہاں ان کی شہادت ہو گئی، آپ صفا و مروہ کے درمیان مدفون ہیں۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی فرماتے ہیں: جب اُنہیں لاتوں سے مارا گیا تو وہ اسی مار سے شہید ہو گئے، اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُنہوں نے سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ

---

(٧٠) ذكره العكري في الشذرات الذهب، ٤/ ١٧-١٨، وابن خلكان في وفيات الأعيان، ١/ ٧٧-٧٨.

وجہہ اور اہل بیت کرام علیہم السلام کی شان میں ''کتاب الخصائص'' تصنیف فرمائی تھی اور اُس میں اکثر روایات امام احمد بن حنبل سے نقل فرمائیں تو اُن سے پوچھا گیا: کیا آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں بھی کوئی کتاب لکھی ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: میں دمشق میں آیا تو بہت سے لوگوں کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منحرف پایا، سو میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس کتاب کے ذریعے ہدایت دے۔ آپ حدیث کے امام تھے، ثقہ تھے، مضبوط تھے اور حافظ تھے۔ ابن العماد کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

٤. وَذَكَرَ الذَّهَبِيُّ فِي تَذْكِرَةِ الْحُفَّاظِ فِي تَرْجَمَةِ النَّسَائِيِّ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ دِمَشْقَ وَالْمُنْحَرِفُ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ بِهَا كَثِيْرٌ، فَصَنَّفْتُ كِتَابَ الْخَصَائِصِ رَجَوْتُ أَنْ يَّهْدِيَهُمُ اللهُ، ثُمَّ إِنَّهُ صَنَّفَ بَعْدَ ذٰلِكَ ((فَضَائِلَ الصَّحَابَةِ)) فَقِيْلَ لَهُ: أَلَّا تُخَرِّجَ فَضَائِلَ مُعَاوِيَةَ؟ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أُخَرِّجُ، حَدِيْثَ: «اللّٰهُمَّ لَا تُشْبِعْ بَطْنَهُ»؟ فَسَكَتَ السَّائِلُ. وَأَمَّا اتِّهَامُهُمْ لَهُ بِالتَّشَيُّعِ فَلَيْسَ صَحِيْحًا، إِذْ إِنَّهُمْ اتَّهَمُوْهُ بِذٰلِكَ لِقَوْلِهِ: لَمْ يَصِحَّ فِي فَضَائِلَ مُعَاوِيَةَ إِلَّا: «لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ»، وَلِأَنَّهُ أَلَّفَ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ وَلَمْ يُصَنِّفْ فِي مَنَاقِبِ غَيْرِهِ بِالتَّخْصِيْصِ(٧١).

امام ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام نسائی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: میں دمشق میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ منحرف تھے، جس پر میں نے اس امید سے ''کتاب الخصائص'' تصنیف کی کہ اللہ تعالیٰ اُس کے

(٧١) ذكره الذهبي في تذكرة الحفاظ، ٢/ ٦٩٩، والمزي في تهذيب الكمال، ١/ ٣٨.

ذریعے اُنہیں ہدایت عطا فرمائے۔ پھر اُنہوں نے "فضائل الصحابة" کتاب لکھی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا آپ فضائل معاویہ میں کچھ روایت نہیں کریں گے؟ فرمایا: میں کیا چیز روایت کروں؟ کیا یہ حدیث: "اے اللہ! اس کے پیٹ کو نہ بھرنا؟" اس پر سائل خاموش ہو گیا۔ رہ گیا اُن پر شیعیت کا الزام تو وہ درست نہیں ہے، یہ تہمت لوگوں نے اُن پر اس لیے لگائی تھی کہ اُنہوں نے فرمایا تھا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں "لا أشبع الله بطنه" کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے، اور اس لیے کہ اُنہوں نے فضائل علی رضی اللہ عنہ میں کتاب تصنیف فرمائی تھی اور اُن کے علاوہ کسی اور کی شان میں کوئی مخصوص کتاب نہیں لکھی تھی۔

٥. قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي ((سِيَرِ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ)) مَا نَصُّهُ: ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ دَاوُدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ ابْنِ عَمِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ، قَالَ: كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضي الله عنه مَعَ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه، فَأَذَّنَ يَوْمًا فَقَامَ خَطِيْبٌ يَمْدَحُ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه وَيُثْنِي عَلَيْهِ، فَقَامَ عُبَادَةُ رضي الله عنه بِتُرَابٍ فِي يَدِهِ، فَحَثَاهُ فِي فَمِ الْخَطِيْبِ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ رضي الله عنه، فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ رضي الله عنه: إِنَّكَ لَمْ تَكُنْ مَعَنَا حِيْنَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِالْعَقَبَةِ، عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا ومَكْرَهِنَا ومَكْسَلِنَا، وأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَلَّا نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ، فَاحْثُوْا فِي أَفْوَاهِهِمُ التُّرَابَ»(٧٢).

امام ذہبی "سير أعلام النبلاء" میں لکھتے ہیں: ابن ابی اویس اپنے والد سے، انہوں نے ولید بن داود بن محمد بن عبادہ بن صامت سے، اُنہوں نے اپنے چچا زاد عبادہ بن ولید سے

(٧٢) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ٢/ ٧.

روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: حضرت عبادہ بن صامت ﷺ حضرت معاویہ ﷺ کے ساتھ تھے، ایک دن اُنہوں نے اذان کہی تو ایک خطیب کھڑے ہو کر حضرت معاویہ ﷺ کی شان میں تعریف کرنے لگا۔ حضرت عبادہ ﷺ اُٹھے اور خاک کی ایک مٹھی بھر کر خطیب کے منہ میں ٹھونس دی۔ اس پر حضرت معاویہ ﷺ غضبناک ہوئے، جس پر سیدنا عبادہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم (یعنی حضرت معاویہ) اس وقت نہیں تھے جب ہم نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی کہ ہم اپنی پسند اور ناپسند، سستی اور کاہلی (ہر حالت) میں بھی سمع و اطاعت بجالانے میں آپ ﷺ کے فرمان اقدس کو ہر امر پر ترجیح دیں گے، اہل امر کے ساتھ ناحق تنازعہ نہیں کریں گے، ہر حال میں حق کی خاطر کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جب تم خوشامد کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ میں مٹی بھر دینا۔

٦. وَعَنْ بُحَيْرٍ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْكَرَبَ وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِيْنَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ﷺ تُوَفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيْبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيْبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ؟ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ ﷻ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا، فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيْظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذِبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ.

قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَوَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ، يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِئَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ عَلَى أَصْحَابِهِ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيْمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ(٧٣).

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِي السُّنَنِ وَهَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت بُحیر حضرت خالد سے روایت کرتے ہیں، اُنہوں نے فرمایا: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، عمرو بن اسود اور اہل قنسرین سے بنو اسد کا ایک شخص حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم جانتے ہو

---

(٧٣) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، ٤/ ٦٨، الرقم/ ٤١٣١.

کہ حضرت حسن بن علی ؓ وفات پاگئے؟ اس پر حضرت مقدام ؓ نے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ '' کہا، اس پر کسی شخص نے اُنہیں کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ اُنہوں نے اُس کو فرمایا: میں اس بات کو کیوں نہ مصیبت سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں اپنی گود میں بٹھا کر فرمایا تھا: ''یہ مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے''۔ اس پر اسدی نے کہا: وہ ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا۔ خالد کہتے ہیں: اس پر حضرت مقدام ؓ نے حضرت معاویہ ؓ سے کہا: آج میں تم کو اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تمہیں غصہ نہ دلاؤں اور وہ کچھ نہ سناؤں جو تمہیں ناگوار ہو۔ پھر فرمایا: اے معاویہ! میں بات شروع کرتا ہوں، اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔ حضرت معاویہ ؓ نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔

حضرت مقدام ؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سونا پہننے کی ممانعت سنی تھی؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔

حضرت مقدام ؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔

حضرت مقدام ؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال کا لباس پہننے اور اُس پر بیٹھنے سے منع فرمایا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔

اس پر حضرت مقدام ؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! اے معاویہ! میں یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھتا ہوں۔ اس پر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم ہے، آج میں تم سے جان نہیں چھڑا سکتا۔ خالد کہتے ہیں: اس کے بعد حضرت معاویہ ؓ نے حضرت مقدام ؓ کے لیے اتنے مال و دولت کا حکم دیا کہ اتنا اُن کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہ دیا تھا، اور اُن کے بیٹے کا وظیفہ دو سو دینار کر دیا۔ حضرت مقدام ؓ نے (خود قبول کرنے

کے بجائے) وہ سب کچھ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ خالد کہتے ہیں: اسدی کو جو ملا تھا وہ اس نے کسی کو نہ دیا۔ یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اُنہوں نے کہا: مقدام ایک سخی شخص ہیں، اُنہوں نے اپنے ہاتھ کھول دیے۔ رہا اَسدی تو وہ اپنی چیز کو اچھے طریقے سے سنبھالنے والا ہے۔

اسے امام ابو داود نے 'السنن' میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

٧. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ بَعْدَ هٰذَا الْكَلَامِ: فَأَشَارَ بِهٰذَا إِلَى مَا اخْتَلَقُوْهُ لِمُعَاوِيَةَ مِنَ الْفَضَائِلِ مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ. وَقَدْ وَرَدَ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ لَكِنْ لَيْسَ فِيْهَا مَا يَصِحُّ مِنْ طَرِيْقِ الإِسْنَادِ، وَبِذٰلِكَ جَزَمَ إِسْحَقُ بْنُ رَاهْوَيْهِ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا(٧٤).

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس سے اُنہوں نے اُن بے اصل روایات کی طرف اشارہ کیا ہے جو لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں گھڑی تھیں۔ فضائلِ معاویہ میں بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں سے کوئی روایت ایسی نہیں ہے جس کی سند صحیح ہو، یہی امام اسحاق بن راھویہ، امام نسائی اور دوسرے علماءِ حدیث کا قطعی قول ہے۔

٨. رَوَى الْبَلَاذُرِيُّ عَنِ الإِمَامِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: هَاهُنَا قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ عَنْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ، وَبِحَسْبِ مُعَاوِيَةَ أَنْ يُتْرَكَ كَفَافًا(٧٥).

---

(٧٤) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٧/ ١٠٤.

(٧٥) البلاذري في أنساب الأشراف، ٥/ ١٢٩.

علامہ بلاذری نے اپنی سند کے ساتھ امام عبد اللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے، کہا کہ مجھے حسین بن علی بن اسود نے بیان کیا، اُنہوں نے یحییٰ سے روایت کیا، اُنہوں نے امام عبد اللہ بن مبارک سے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: کچھ لوگ فضائلِ معاویہ کے متعلق سوال کرتے ہیں، حالانکہ حضرت معاویہ ؓ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اُنہیں چھوڑ دیا جائے (یعنی ان کے حوالے سے کوئی بات نہ کی جائے)۔

٩. وَقَالَ الْعَلَّامَةُ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ الْحَنَفِيُّ: فَإِنْ قُلْتَ: قَدْ وَرَدَ فِي فَضِيْلَتِهِ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ. قُلْتُ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لَيْسَ فِيْهَا حَدِيْثٌ يَصِحُّ مِنْ طَرِيْقِ الإِسْنَادِ، نَصَّ عَلَيْهِ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْه وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا، فَلِذَلِكَ قَالَ: بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ، وَلَمْ يَقُلْ فَضِيْلَةً وَلَا مَنْقَبَةً(٧٦).

علامہ بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں: اگر تم نے یہ کہو کہ حضرت معاویہ ؓ کی شان میں تو بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، تو میں جواب میں یہ کہوں گا: جی ہاں، لیکن اُن احادیث میں سند کے اعتبار سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے، اسی موقف کو امام اسحاق بن راہویہ، امام نسائی اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔ اسی لیے امام بخاری نے ذکر معاویہ کا باب، کہا ہے، فضیلت اور منقبت معاویہ کا باب نہیں کہا۔

١٠. وَقَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: وَمُعَاوِيَةُ لَيْسَتْ لَهُ بِخَصُوْصِهِ فَضِيْلَةٌ فِي الصَّحِيْحِ(٧٧).

---

(٧٦) العيني في عمدة القاري، ١٦/ ٣٤٣.

(٧٧) ابن تيمية في منهاج السنة النبوية، ٧/ ٤٠.

علامہ ابن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ خصوصاً حضرت معاویہ ﷛ کی کوئی فضیلت کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوئی۔

١١. وَقَالَ أَيْضًا: وَطَائِفَةٌ وَضَعُوْا لِمُعَاوِيَةَ فَضَائِلَ وَرَوَوْا أَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ ذَلِكَ كُلُّهَا كَذِبٌ(٧٨).

علامہ ابن تیمیہ ہی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ایک گروہ نے حضرت معاویہ ﷛ کے لیے فضائل گھڑے ہیں اور اُنہوں نے اس سلسلے میں حضور نبی اکرم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں جو سب کی سب من گھڑت اور جھوٹی ہیں۔

١٢. وَقَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ: وَمِنْ ذَلِكَ مَا وَضَعَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ. قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ: لَا يَصِحُّ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ(٧٩).

علامہ ابن قیم بیان کرتے ہیں: انہی (موضوعات) میں وہ روایات بھی ہیں جو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کے فضائل میں اہل سنت کے بعض نادانوں نے وضع کی تھیں۔ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: فضیلتِ معاویہ بن ابی سفیان ﷛ میں حضور نبی اکرم ﷺ سے کوئی صحیح چیز ثابت نہیں ہے۔

١٣. وَقَالَ الْإِمَامُ السُّيُوْطِيُّ: بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ: لَمْ يَقُلْ وَلَا مَنْقَبَةٌ، لِأَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ فِيْ فَضَائِلِهِ شَيْءٌ، كَمَا قَالَهُ ابْنُ رَاهَوَيْهِ(٨٠).

---

(٧٨) ابن تيمية في منهاج السنة النبوية، ٤/ ٤٠٠.

(٧٩) ابن القيم في المنار المنيف في الصحيح والضعيف/ ١١٦.

(٨٠) السيوطي في التوشيح شرح الجامع الصحيح، ٦/ ٢٣٧٩.

امام سیوطی فرماتے ہیں: امام بخاری نے ذکرِ معاویہ کا باب قائم کیا ہے منقبت (فضیلتِ معاویہ) کا باب قائم نہیں کیا، کیونکہ حضرت معاویہ رضی الله عنه کے فضائل میں کوئی چیز صحیح نہیں ہے، امام اسحاق بن راہویہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

١٤. وَقَالَ أَيْضًا فِي تَارِيْخِ الْخُلَفَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ: وَقَدْ وَرَدَ فِي فَضْلِهِ أَحَادِيْثُ قَلَّمَا تَثْبُتُ(٨١).

امام سیوطی نے ہی ''تاریخ الخلفاء'' میں حضرت معاویہ رضی الله عنه کے بارے میں کہا ہے: حضرت معاویہ رضی الله عنه کے فضائل میں وارد شدہ احادیث میں سے بہت ہی کم (صحیح) ثابت ہوئی ہیں۔

١٥. وَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ الدِّهْلَوِيُّ الْحَنَفِيُّ: وَاعْلَمْ أَنَّ الْمُحَدِّثِيْنَ قَالُوْا: لَمْ يَصِحَّ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيْثٌ، وَكَذَا قَالَ السُّيُوْطِيُّ(٨٢).

شیخ عبد الحق محدث دہلوی بیان کرتے ہیں: جان لیجئے! محدثین کرام نے فرمایا ہے: فضائل معاویہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اور ایسا ہی امام سیوطی نے کہا ہے۔

١٦. وَقَالَ الْعَجْلُوْنِيُّ: وَبَابُ فَضَائِلَ مُعَاوِيَةَ لَيْسَ فِيْهِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ(٨٣).

علامہ عجلونی بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی الله عنه کے فضائل کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

---

(٨١) السيوطي في تاريخ الخلفاء، ١/ ١٩٤.

(٨٢) الشيخ عبد الحق في لمعات التنقيح شرح مشكاة المصابيح، ٩/ ٧٧٥.

(٨٣) العجلوني في كشف الخفاء ومزيل الإلباس، ٢/ ٥٦٥.

٥ – تَصْرِيْحَاتُ أَئِمَّةِ الْفِقْهِ فِي قَضِيَّةِ عَلِيٍّ رضي الله عنه وَمُعَاوِيَةَ رضي الله عنه

(حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں ائمہِ فقہ کی تصریحات)

١. قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ الْمَرْغِيْنَانِيُّ فِي ((الْهِدَايَةِ)): ثُمَّ يَجُوْزُ التَّقَلُّدُ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ كَمَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَادِلِ، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رضي الله عنهم تَقَلَّدُوْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه، وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ عليه السلام فِي نَوْبَتِهِ. وَالتَّابِعِيْنَ تَقَلَّدُوْهُ مِنَ الْحَجَّاجِ وَكَانَ جَائِرًا(٨٤).

امام ابو الحسن المرغینانی اپنی کتاب ’’الهداية‘‘ میں لکھتے ہیں: (قاضی کے لیے) غیر عادل حکمران سے عہدہ و منصب لینا اُسی طرح جائز ہے جس طرح عادل حکمران سے یہ عہدہ لینا جائز ہے۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذمہ داری قبول کی تھی؛ حالاں کہ ان کی خلافت کے معاملے میں حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ اسی طرح تابعین نے بھی حجاج کے دورِ حکومت میں قضاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں، حالاں کہ وہ ایک ظالم حکمران تھا۔ (غیر عادل حکمران سے قضاء وغیرہ کی ذمہ داری قبول کر لینے کا مقصد صرف مخلوقِ خدا کی خدمت اور انہیں اِنصاف کی فراہمی کے عمل کو جاری رکھنا ہوتا ہے۔)

٢. قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ جَمَالُ الدِّيْنِ الرُّوْمِيُّ الْبَابَرْتِيُّ فِي الْعِنَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ تَحْتَ عِبَارَةِ الْمَرْغِيْنَانِيِّ: (قَوْلُهُ: ثُمَّ يَجُوْزُ التَّقَلُّدُ) تَفْرِيْعٌ عَلَى مَسْأَلَةِ الْقُدُوْرِيِّ يَتَبَيَّنُ أَنَّهُ لَا فَرْقَ فِي جَوَازِ التَّقَلُّدِ لِأَهْلِهِ بَيْنَ أَنْ يَكُوْنَ

(٨٤) المرغيناني في الهداية شرح بداية المبتدي، ٣/ ١٠٢.

الْمُوَلِّي عَادِلًا أَوْ جَائِرًا، فَكَمَا جَازَ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ جَازَ مِنَ الْجَائِرِ، وَهَذَا؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﷺ تَقَلَّدُوا الْقَضَاءَ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ، دَلَّ عَلَى ذَلِكَ حَدِيثُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ﷺ(٨٥)، ------ وَعُلَمَاءُ السَّلَفِ وَالتَّابِعِينَ تَقَلَّدُوهُ مِنَ الْحَجَّاجِ وَجَوْرُهُ مَشْهُورٌ فِي الْآفَاقِ(٨٦).

ابن الشیخ جمال الدین الرومی البابرتی ’’العناية شرح الهداية‘‘ میں امام مرغینانی کی عبارت کے تحت لکھتے ہیں: امام مرغینانی کا یہ کہنا کہ [عہدہ لینا جائز ہے] امام قدوری کے بیان کردہ مسئلہ پر تفریع ہے جو اس بات کو خوب واضح کرتی ہے کہ اَہل، مستحق اور قابل اَفراد کے عہدہ و منصب لینے کے جائز ہونے میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تقرری کرنے والا حکمران عادل ہے یا غیر عادل۔ لہٰذا جس طرح کسی نیک اور خود عادل حکمران سے ذمہ داری لینا درست ہے، اُسی طرح غیر عادل حکمران سے بھی کسی عہدے کی ذمہ داری قبول کرنا جائز ہے۔

---

(٨٥) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، أبواب المساجد، ١/ ١٧٢، الرقم/ ٤٣٦، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار عن الناس في السبيل، ٣/ ١٠٣٥، الرقم/ ٢٦٥٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، ٤/ ٢٢٣٥-٢٢٣٦، الرقم/ ٢٩١٥- ٢٩١٦.

(٨٦) ابن الشيخ جمال الدين الرومي البابرتي في العناية شرح الهداية (على حاشية شرح فتح القدير)، ٧/ ٢٤٦.

یہ اِس لیے بھی روا ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے بھی حضرت معاویہ ﷺ سے (ان کے دورِ ملوکیت میں مفادِ عامہ کی غرض سے) قضاء کی ذمہ داریاں قبول کی تھیں، حالاں کہ خلافت کے اَصل حق دار اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔ اس (خلافت کی حقانیت) پر حضرت عمار بن یاسر ﷺ کی حدیث صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ (صحابہ کرام ﷺ کی اِقتداء میں) علماء سلف صالحین اور تابعین نے بھی حجاج کے زمانہ میں اس سے ذمہ داریاں اور عہدے لیے، حالاں کہ اس کا ظلم کل عالم میں مشہور تھا۔

٣. قَالَ كَمَالُ الدِّيْنِ بْنُ الْهُمَامِ الْحَنَفِيُّ فِي شَرْحِ فَتْحِ الْقَدِيْرِ: (قَوْلُهُ: وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ) هَذَا تَصْرِيحٌ بِجَوْرِ مُعَاوِيَةَ، وَالْمُرَادُ فِي خُرُوْجِهِ لَا فِي أَقْضِيَتِهِ، ------ وَاسْتَقْضَى مُعَاوِيَةُ أَبَا الدَّرْدَاءِ بِالشَّامِ وَبِهَا مَاتَ. ... وَإِنَّمَا كَانَ الْحَقُّ مَعَهُ فِي تِلْكَ النَّوْبَةِ لِصِحَّةِ بَيْعَتِهِ وَانْعِقَادِهَا فَكَانَ عَلَى الْحَقِّ فِي قِتَالِ مُعَاوِيَةَ بِصِفِّينَ. وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِعَمَّارٍ: سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (٨٧). وَقَدْ قَتَلَهُ أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ يُصَرِّحُ بِأَنَّهُمْ بُغَاةٌ.

---

(٨٧) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، أبواب المساجد، ١/ ١٧٢، الرقم/ ٤٣٦، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار عن الناس في السبيل، ٣/ ١٠٣٥، الرقم/ ٢٦٥٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، ٤/ ٢٢٣٥-٢٢٣٦، الرقم/ ٢٩١٥- ٢٩١٦.

وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِي كِتَابِهِ فِي بَابِ الِاسْتِسْقَاءِ: طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الَّذِي يُقَالُ لَهُ طَلْحَةُ النَّدَى ابْنُ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ تَقَلَّدَ الْقَضَاءَ مِنْ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَهُوَ تَابِعِيٌّ (٨٨).

امام کمال الدین بن الہمام الحنفی اپنی کتاب "شرح فتح القدیر" میں لکھتے ہیں: صاحبِ ھدایہ کا یہ کہنا کہ [حق خلافت کے معاملے میں حضرت علی ﷺ کے ساتھ تھا] یہ حضرت معاویہ ﷺ کے غیر عادل حکمران ہونے پر تصریح ہے۔ یہاں جور سے مراد ان کا خلیفہ راشد (سیدنا علی ﷺ) کے خلاف خروج کرنا ہے نہ کہ ان کا تمام فیصلوں میں راہِ عدل سے منحرف ہونا۔۔۔ حضرت معاویہ ﷺ نے حضرت ابو الدرداء ﷺ سے شام کا منصبِ قضاء (یعنی چیف جسٹس) کا عہدہ سنبھالنے کی درخواست کی تھی۔ (وہ ایک عادل قاضی تھے، ساری عمر منصبِ قضا پر فائز رہے) اور ان کا وصال ملک شام میں ہی ہوا۔۔۔ سیدنا علی ﷺ کا حق پر ہونے کا معنی یہ ہے کہ خلافت کی (چوتھی) مدت میں سیدنا علی ﷺ کی بیعت درست ہونے کے اعتبار سے اِستحقاقِ خلافت سیدنا علی ﷺ ہی کا تھا۔ لٰہذا حضرت علی المرتضیٰ ﷺ، حضرت معاویہ ﷺ کے مقابلے میں صفین کے معرکہ میں حق پر تھے۔ نیز حضور نبی اکرم ﷺ کا حضرت عمار بن یاسر ﷺ کو فرمانا- 'اے عمار! تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا' - اس معرکے میں حق و باطل کے تعین میں واضح دلیل ہے۔ کیوں کہ انہیں حضرت معاویہ ﷺ کے ساتھیوں نے ہی شہید کیا تھا۔ یہ فرمانِ رسول ﷺ اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ وہ لوگ باغی تھے۔

ابن قطان اپنی کتاب میں اِستسقاء کے باب کے تحت فرماتے ہیں: حضرت ابو محمد طلحہ بن عبد اللہ بن عوف، حضرت عبد الرحمن بن عوف کے بھتیجے تھے۔ انہیں طلحۃ الندیٰ کہا جاتا

---

(٨٨) ابن الهمام في شرح فتح القدير، ٧/ ٢٤٥-٢٤٦.

تھا۔ انہوں نے یزید بن معاویہ سے (اُس کے دورِ ملوکیت میں) مدینہ کے قاضی کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور وہ تابعی تھے۔ (اس طریقے کو سلف صالحین اس لیے جاری رکھتے تھے کہ عوام الناس کے معاملات میں داد رسی اور انصاف کی فراہمی کا عمل رکنے نہ پائے، اور معاشرتی زندگی میں لوگوں کے لیے انفرادی سطح پر مشکلات میں اضافہ نہ ہو۔)

٤. قَالَ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ فِي الْبِنَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ: (قَوْلُهُ: وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ): أَيْ فِي خِلَافَتِهِ؛ لِأَنَّ الْخِلَافَةَ كَانَتْ لَهُ بَعْدَ عُثْمَانَ ﷺ بِالنَّصِّ. ... وَعِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ مُعَاوِيَةُ ﷺ كَانَ بَاغِيًا فِي نَوْبَةِ عَلِيٍّ ﷺ. ... (وَالتَّابِعِيْنَ): لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﷺ (تَقَلَّدُوْهُ) أَيِ الْقَضَاءَ (مِنَ الْحَجَّاجِ) ابْنِ يُوْسُفَ الثَّقَفِيِّ عَامِلِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ عَلَى الْعِرَاقِ وَخُرَاسَانَ، وَمَاتَ فِي رَمَضَانَ أَوْ شَوَّالٍ سَنَةَ خَمْسَةٍ وَتِسْعِيْنَ، وَعُمْرُهُ ثَلَاثٌ أَو أَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً. وَلَمَّا سَمِعَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ بِمَوْتِهِ سَجَدَ، يَعْنِي شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالَى، وَقَالَ: لَوْ جَاءَتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِخَبِيْثِهَا، وَجِئْنَا بِهِ (حَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ) لَغَلَبْنَاهُمْ، وَظُلْمُهُ مَشْهُوْرٌ(٨٩).

امام بدر الدین عینی ’’البناية شرح الهداية‘‘ میں لکھتے ہیں: اُن کا یہ کہنا کہ [ان کی باری میں حق حضرت علی ﷺ کے ساتھ تھا] یعنی ان کی خلافت کے مسئلے میں اِستحقاق حضرت علی علیہ السلام ہی کا تھا کیوں کہ حضرت عثمان ﷺ کے بعد حضرت علی ﷺ کی خلافت نص سے ثابت ہے۔۔۔ اور اَہلِ سنت کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو قبول نہ کرنے اور ان کے خلاف خروج کرنے کی وجہ سے حضرت معاویہ ﷺ بغاوت کرنے والے تھے۔۔۔ [اور اِسی

(٨٩) بدر الدين العيني في البناية شرح الهداية، ٩/ ١٤.

طرح تابعین نے] بھی صحابہ کرام ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حجاج بن یوسف ثقفی سے قضاء کی ذمہ داریاں قبول کیں۔ حجاج عراق اور خراسان پر عبد الملک بن مروان کا مقرر کردہ گورنر تھا اور اُس نے ۹۵ ہجری کے ماہِ رمضان یا شوال میں ترپن (۵۳) یا چوّن (۵۴) سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب امام حسن بصری نے حجاج بن یوسف کی موت کی خبر سنی تو سجدہ شکر بجالائے اور فرمایا: اگر ہر اُمت اپنے اپنے خبیث (شریر النفس) لوگوں کو لے آئے اور ہم ان کے مقابلے میں صرف ایک حجاج کو ہی پیش کر دیں تو ہم ان سب پر فوقیت لے جائیں گے۔ اس کا ظلم زبان زدِ خاص وعام ہے۔

٥. قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ نُجَيْمٍ الْحَنَفِيُّ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ شَرْحِ كَنْزِ الدَّقَائِقِ: (قَوْلُهُ: وَيَجُوزُ تَقَلُّدُ الْقَضَاءِ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ وَالْجَائِرِ وَمِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ)؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﷺ تَقَلَّدُوهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ، وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ وَالتَّابِعِينَ تَقَلَّدُوهُ مِنَ الْحَجَّاجِ وَكَانَ جَائِرًا أَفْسَقَ أَهْلِ زَمَانِهِ. هَكَذَا قَالَ أَصْحَابُنَا. وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَهَذَا تَصْرِيحٌ بِجَوْرِ مُعَاوِيَةَ، وَالْمُرَادُ فِي خُرُوجِهِ لَا فِي أَقْضِيَتِهِ(٩٠).

امام ابن نجیم الحنفی ”البحر الرائق شرح كنز الدقائق“ میں لکھتے ہیں: ان کا یہ کہنا کہ (اہل لوگوں کے لیے عادل و غیر عادل یا باغی حکمرانوں سے منصبِ قضاء کی ذمہ داری قبول کر لینا یکساں طور پر جائز ہے)، یہ اس بنیاد پر ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے حضرت معاویہ ﷺ کے دورِ ملوکیت میں ان سے منصب کی ذمہ داریاں لیں، حالاں کہ خلافت کے معاملے میں حق حضرت علی ﷺ کے ساتھ تھا۔ اسی طرح تابعین نے بھی حجاج بن یوسف کے دور میں

(٩٠) ابن نجيم الحنفي في البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ٦/ ٤٦٠.

منصبِ قضاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں، حالاں کہ وہ ایک جابر اور سفاک حکمران تھا بلکہ وہ اپنے دور کا سب سے بڑھ کر فاسق و فاجر شخص تھا۔ ہمارے اَصحابِ اَحناف نے اِسی قول کو اختیار کیا ہے۔ 'فتح القدیر' میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ یہ قول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے غیر عادل حکمران ہونے پر تصریح ہے۔ (یہاں) ان کی مراد خلیفہ راشد کے خلاف خروج (یعنی بغاوت کرنے) میں ہے، نہ یہ کہ وہ تمام فیصلوں میں ہی (معاذ اللہ) غیر عادل تھے۔

٦. قَالَ شِهَابُ الدِّيْنِ أَحْمَدُ الشَّلْبِيُّ فِي حَاشِيَةِ عَلَى تَبْيِيْنِ الْحَقَائِقِ شَرْحِ كَنْزِ الدَّقَائِقِ: (قَوْلُهُ فِي الْمَتْنِ: وَيَجُوزُ تَقَلُّدُ الْقَضَاءِ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ وَالْجَائِرِ.) قَالَ الْأَتْقَانِيُّ: وَإِنْ كَانَ قَاضِي الْخَوَارِجِ مِنْ أَهْلِ الْجَمَاعَةِ وَالْعَدْلِ فَقَضَى، ثُمَّ رَفَعَ إِلَى قَاضِي الْعَدْلِ أَمْضَاهُ وَيَجُوزُ قَضَاؤُهُ بَيْنَ النَّاسِ؛ لِأَنَّ شُرَيْحًا كَانَ يَتَوَلَّى الْقَضَاءَ مِنْ جِهَةِ مُعَاوِيَةَ وَمَنْ بَعْدَهُ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، وَكَانُوا خَارِجِينَ عَلَى إِمَامِ الْحَقِّ، وَلَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ أَنَّهُ فَسَخَ قَضَاءَهُ.

وَكَذَلِكَ غَيْرُ شُرَيْحٍ تَوَلَّوْا لَهُمْ وَلَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ نَقْضُ قَضَائِهِمْ، فَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْقَاضِيَ إِذَا كَانَ عَادِلًا فِي نَفْسِهِ لَا يُعْتَبَرُ فِسْقُ مَنْ وَلَّاهُ. (قَوْلُهُ: وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ بِيَدِ عَلِيٍّ.) قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ فِي نَوْبَتِهِ(٩١).

---

(٩١) شهاب الدين أحمد الشلبي في حاشية على تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ٤/ ١٧٧.

امام شہاب الدین احمد الشلبی ''تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق'' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: متن میں ان کے قول: [اور منصبِ قضاء کی ذمہ داری قبول کرنا عادل اور غیر عادل حکمران سے جائز ہے] کے بارے میں علامہ اتقانی فرماتے ہیں: اگر خوارج کا مقرر کردہ کوئی قاضی عادل تھا اور اس نے کسی مسئلہ پر فیصلہ کیا، پھر وہ فیصلہ کسی عادل خلیفہ کے مقرر کردہ قاضی تک پہنچا تو وہ بھی اسی فیصلہ کو جاری رکھے گا (اور محض اس بنیاد پر منسوخ نہیں کرے گا کہ اس قاضی کو مقرر کرنے والا خوارج میں سے تھا)۔ ایسے عادل قاضی کی طرف سے لوگوں کے مابین جاری کردہ فیصلے جو مبنی بر عدل و انصاف ہوں جائز ہیں۔ کیوں کہ قاضی شریح، حضرت معاویہ ﷺ اور بنو اُمیہ کے بعد میں آنے والے حکمرانوں کی طرف سے منصبِ قضاء پر فائز رہے ہیں، باوجود اس کے کہ یہ لوگ امامِ برحق حضرت علی ﷺ کی خلافتِ حقہ کے خلاف خروج کرنے والے تھے۔ اَہلِ حق میں سے کسی سے یہ مروی نہیں کہ اس نے (غیر عادل سلطان کے مقرر کردہ عادل) قاضی شریح کے کیے گئے فیصلوں کو فسخ کیا ہو۔

اِسی طرح قاضی شریح کے علاوہ بھی کئی لوگ خارجیوں کے دورِ حکومت میں ان کی طرف سے مناصب کی ذمہ داریاں قبول کرتے رہے ہیں اور ائمہ میں سے کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ انہوں نے (محض اس سبب سے کہ وہ باغیوں اور خارجیوں کے مقرر کردہ قاضی ہیں) ان کے کیے گئے مبنی بر عدل فیصلوں کو رد کر دیا ہو۔ یہ سب باتیں اس اَمر پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر قاضی بذاتِ خود عادل ہو تو اس کو مقرر کرنے والے کے فسق کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کا یہ کہنا کہ [حضرت علی ﷺ حق پر تھے] صاحب 'الهداية' نے کہا ہے: (اس سے مراد یہ ہے کہ) حضرت علی ﷺ خلافت کے معاملے میں اپنی باری میں حق پر تھے۔

٧. قَالَ مُلَّا خُسْرُو الْحَنَفِيُّ فِي دُرَرِ الْحُكَّامِ شَرْحِ غُرَرِ الْأَحْكَامِ: وَيَجُوزُ تَقَلُّدُهُ مِنَ الْجَائِرِ كَمَا يَجُوزُ مِنَ الْعَادِلِ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﷺ تَقَلَّدُوا

الْقَضَاءَ مِنْ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ أَنْ أَظْهَرَ الْخِلَافَ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ مَعَ أَنَّ الْحَقَّ كَانَ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ، وَتَقَلَّدُوا مِنْ يَزِيدَ مَعَ فِسْقِهِ وَجَوْرِهِ. وَالتَّابِعُونَ تَقَلَّدُوا مِنَ الْحَجَّاجِ مَعَ كَوْنِهِ أَظْلَمَ زَمَانِهِ (وَ) مِنْ (أَهْلِ الْبَغْيِ) (٩٢).

ملا خسرو الحنفی "درر الحكام شرح غرر الأحكام" میں لکھتے ہیں: جس طرح عادل حکمران سے منصبِ قضاء کی ذمہ داری لینا جائز ہے، اُسی طرح غیر عادل حکمران سے بھی (یہ ذمہ داری قبول کر لینا) جائز ہے، کیوں کہ صحابہ کرام ﷺ نے حضرت معاویہ ﷺ سے منصبِ قضاء کی ذمہ داریاں قبول کیں، باوجود اس کے کہ انہوں نے مسئلہ خلافت پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اپنا اختلاف ظاہر کر دیا تھا، جب کہ حضرت علی ﷺ حق پر تھے۔ اِسی طرح یزید لعین کے فسق اور ظلم کے باوجود اس سے بھی قضاء کا عہدہ قبول کیا گیا۔ تابعین کرام نے بھی (مصلحتِ عامہ کے لیے) حجاج بن یوسف سے مسند قضاء کی ذمہ داریاں قبول کیں، حالاں کہ وہ اپنے دور کا سب سے بڑا ظالم اور باغی تھا (اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ عامۃ الناس میں انصاف کی فراہمی کا عمل جاری رہ سکے، اور حکومتی معاملات کی خرابی کے باعث عام شہری کی زندگی روز مرّہ اُمور میں دادرسی سے محروم نہ رہے)۔

٨. قَالَ الْمُلَّا عَلِيٌّ الْقَارِي فِي مِرْقَاةِ الْمَفَاتِيحِ شَرْحِ مِشْكَاةِ الْمَصَابِيحِ: (تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) أَيِ: الْجَمَاعَةُ الْخَارِجَةُ عَلَى إِمَامِ الْوَقْتِ وَخَلِيفَةِ الزَّمَانِ. قَالَ الطِّيبِيُّ: تَرَحَّمَ عَلَيْهِ بِسَبَبِ الشِّدَّةِ الَّتِي يَقَعُ فِيهَا عَمَّارٌ مِنْ قِبَلِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ يُرِيدُ بِهِ مُعَاوِيَةَ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّينَ.

---

(٩٢) ملا خسرو الحنفي في درر الحكام شرح غرر الأحكام، ٢/ ٤٠٥.

وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: اعْلَمْ أَنَّ عَمَّارًا قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ وَفِئَتُهُ، فَكَانُوا طَاغِينَ بَاغِينَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، لِأَنَّ عَمَّارًا كَانَ فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ ﷺ، وَهُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْإِمَامَةِ، فَامْتَنَعُوا عَنْ بَيْعَتِهِ(٩٣).

ملا علی القاری ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح'' میں لکھتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمانِ اقدس -'تجھے باغی گروہ شہید کرے گا'- سے مراد ہے کہ ایسا گروہ جو امامِ وقت اور خلیفہ زمان کے خلاف بغاوت کرنے والا ہو گا۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر ﷺ کے لیے رحم کی دعا کی، اُس مشکل اور اذیت کے سبب جس کا انہیں باغی گروہ کی جانب سے سامنا کرنا تھا۔ یہاں باغی گروہ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی مراد حضرت معاویہ ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں کیوں کہ حضرت عمار ﷺ صفین کے روز شہید کیے گئے۔

ابن مالک کہتے ہیں: یہ بات جان لینی چاہیے کہ حضرت عمار بن یاسر ﷺ کو حضرت معاویہ ﷺ اور ان کے گروہ نے شہید کیا ہے۔ لہٰذا اس حدیث مبارک کے تحت وہ لوگ سرکش اور باغی قرار پائے ہیں کیوں کہ حضرت عمار بن یاسر ﷺ حضرت علی ﷺ کے لشکر میں تھے جو حقیقت میں خلافت کے صحیح حقدار تھے۔ حضرت معاویہ ﷺ اور ان کے گروہ نے حضرت علی ﷺ کی بیعت لینے سے انکار کر دیا تھا (یوں حدیث مبارک کی روشنی میں خلافتِ علی کا انکار کرنے والا گروہ باغی قرار پایا)۔

(٩٣) ملا علی القاري في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ١١/ ١٧.

اَلْبَاب: 3

وُجُوْبُ التَّعْظِيْمِ لِجَمِيْعِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم
وَمَنْعُ اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ فِيْهِمْ

﴿جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے وجوبِ تعظیم اور اُنہیں لعن طعن کی سخت ممانعت﴾

FMRi

١. قَالَ الْقَاضِي فِي ((شَرْحِ الْمَوَاقِفِ)) فِي الْمَقْصِدِ السَّابِعِ: تَعْظِيْمُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ:

إِنَّهُ يَجِبُ تَعْظِيْمُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَالْكَفِّ عَنِ الْقَدْحِ فِيْهِمْ لِأَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَظَّمَهُمْ وَأَثْنَى عَلَيْهِمْ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهِ كَقَوْلِهِ: ﴿وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ﴾ [التوبة، ٩/ ١٠٠]، وَقَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِيَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ﴾ [التحريم، ٨/٦٦]، وَقَوْلِهِ: ﴿وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ﴾ [الفتح، ٤٨/ ٢٩]، وَقَوْلِهِ: ﴿لَّقَدْ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ﴾ [الفتح، ٤٨/ ١٨]، إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلَى عِظَمِ قَدْرِهِمْ وَكَرَامَتِهِمْ عِنْدَ اللهِ. وَالرَّسُوْلُ ﷺ قَدْ أَحَبَّهُمْ وَأَثْنَى عَلَيْهِمْ فِي أَحَادِيْثَ كَثِيْرَةٍ، مِنْهَا قَوْلُهُ ﷺ: خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ: اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ

آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. إِلَى غَيرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ فِي الْكُتُبِ الصِّحَاحِ.

ثُمَّ إِنَّ مَنْ تَأَمَّلَ سِيْرَتَهُمْ وَوَقَفَ عَلَى مَآثِرِهِمْ وَجِدِّهِمْ فِي الدِّيْنِ وَبَذْلِهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ فِي نُصرَةِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ لَمْ يتخَالَجْهُ شَكٌّ فِي عِظَمِ شَأْنِهِمْ وبَرَائَتِهِمْ عَمَّا يَنْسِبُ إِلَيْهِمُ الْمُبْطِلُوْنَ مِنَ الْمَطَاعِنِ، وَمَنَعُهُ ذَلِكَ أَيْ تيَقُّنُهُ بِحَالِهِمْ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ فَرَأَى ذَلِكَ مُجَانِبًا لِلْإِيْمَانِ، وَنَحْنُ لَا نُلَوِّثُ كِتَابَنَا بِأَمْثَالِ ذَلِكَ وَهِيَ مَذْكُوْرَةٌ فِي الْمُطَوَّلَاتِ مَعَ التَّقَصِّي عَنْهَا، فَارْجِعْ إِلَيْهَا إِنْ أَرَدْتَ الْوُقُوْفَ عَلَيْهَا، وَأَمَّا الْفِتَنُ وَالْحُرُوْبُ الْوَاقِعَةُ بَيْنَ الصَّحَابَةِ. ... وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ مِنَ الْأُمَّةِ هُوَ أَنَّ الْمُخْطِيءَ قَتَلَةُ عُثْمَانَ ﷺ وَمُحَارِبُو عَلِيٍّ ﷺ لِأَنَّهُمَا إِمَامَانِ فَيَحْرُمُ الْقَتْلُ وَالْمُخَالَفَةُ قَطْعًا، إِلَّا أَنَّ بَعْضَهُمْ كَالْقَاضِي أَبِي بَكْرٍ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ هَذِهِ التَّخْطِئَةَ لَا تَبْلُغُ إِلَى حَدِّ التَّفْسِيْقِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ذَهَبَ إِلَى التَّفْسِيْقِ كَالشِّيْعَةِ وَكَثِيْرٍ مِنْ أَصْحَابِنَا(٩٤).

قاضی شریف الجرجانی نے ”شرح المواقف“ کے ساتویں مقصد: تعظيم الصحابة كلهم (تمام صحابہ کی تعظیم) میں کہا ہے:

بے شک تمام صحابہ کرام ﷺ کی تعظیم اور ان کے بارے میں طعن و تشنیع سے باز رہنا واجب ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر ان کی تعظیم اور ان کی

(٩٤) الشريف الجرجاني في شرح المواقف/ ٦٤٣-٦٤٤.

تعریف بیان فرمائی ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے: (جس دن اللہ (اپنے) نبی (ﷺ) کو اور اُن اہلِ ایمان کو جو اُن کی معیّت میں ہیں رسوا نہیں کرے گا، اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کے دائیں طرف (روشنی دیتا ہوا) تیزی سے چل رہا ہو گا)۔ اور اس کا فرمان ہے: (اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں)۔ اور اس کا فرمان ہے: (بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے)۔ اس کے علاوہ بہت سی آیات جو ان کی قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی عزت و عظمت پر دلالت کرتی ہیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث میں ان کی تعریف بیان فرمائی ہے، ان میں سے آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: 'سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر جو اُن کے بعد ہوں گے اور پھر جو اُن کے بعد ہوں گے'۔ اور یہ فرمان بھی ہے: 'میرے صحابہ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھریا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا'۔ نیز آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے: 'میرے صحابہ ﷺ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اور میرے بعد ان کو اپنی تند و تیز گفتگو کا نشانہ مت بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی عنقریب اس کی گرفت ہوئی'۔ اس کے علاوہ کتب صحاح میں کئی مشہور احادیث ہے (جو صحابہ کرام ﷺ کے فضائل کو بیان کرتی ہیں)۔

پھر جو شخص ان کی سیرتوں پر غور کرتا ہے اور ان کے کارناموں اور دین میں ان کی محنت اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد و نصرت کی خاطر اپنی جان و مال کو لٹانے پر واقفیت حاصل کرتا ہے تو اس کے دل و دماغ میں ان کی بلندیِ شان کی نسبت کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ بعض مطاعن جو لوگ ان کی طرف ناجائز طور پر منسوب کرتے ہیں، وہ اُن سے ان کی براءت کرتا ہے اور ان کے احوال کا تعین اسے ان میں طعن و تشنیع سے باز رکھتا ہے، وہ ان کے حق میں طعن و تشنیع کو ایمان سے دوری کا باعث سمجھتا ہے، ہم اس طرح کی اشیاء سے اپنی کتاب کو آلودہ نہیں کرنا چاہتے اور یہ اشیاء پوری تحقیق کے ساتھ بڑی بڑی کتابوں میں موجود ہیں، لہٰذا اگر آپ ان سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کتب کی طرف رجوع کیجئے۔

رہیں صحابہ کرام ﷡ کے درمیان واقع ہونے والی جنگیں اور حوادث ۔۔۔ تو جس موقف پر جمہور اُمت ہمیشہ سے قائم ہے وہ یہ ہے کہ خطا کار حضرت عثمان ﷛ کے قاتل تھے، اور حضرت علی ﷛ سے جنگ کرنے والے تھے، کیونکہ دونوں امام برحق تھے۔ لہٰذا ان کو قتل کرنا اور ان کی مخالفت کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔ مگر یہ کہ علماء میں سے بعض جیسے قاضی ابو بکر اس طرف بھی گئے ہیں کہ ان کو خطا کا سزاوار ٹھہرانا انہیں فاسق کہنے کی حد میں داخل نہیں کرتا، جبکہ بعض علماء ان کو فاسق قرار دینے کی طرف بھی گئے ہیں جیسا کہ شیعہ حضرات اور ہمارے بہت سے اصحاب (یعنی احناف و اہلِ سنت)۔

٢. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي ((شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيَّةِ)): وَيُكَفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ ﷡ إِلَّا بِخَيْرٍ لِمَا وَرَدَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ فِي مَنَاقِبِهِمْ وَوُجُوْبِ الْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ.

ثُمَّ فِي مَنَاقِبِ كُلٍّ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ ﷡ أَحَادِيْثُ صَحِيْحَةٌ وَمَا وَقَعَ

بَيْنَهُمْ مِنَ الْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ فَلَهُ مَحَامِلُ وَتَأْوِيْلاَتٌ، فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيْهِمْ إِنْ كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْأَدِلَةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ كَقَذْفِ عَائِشَةَ ﷺ وَإِلاَّ فَبِدْعَةٌ وَفِسْقٌ، وَبِالْجُمْلَةِ لَمْ يُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ جَوَازُ اللَّعْنِ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَأَحْزَابِهِ لِأَنَّ غَايَةَ أَمْرِهِمُ الْبَغْيُ وَالْخُرُوْجُ عَلَى الْإِمَامِ وَهُوَ لَا يُوْجِبُ اللَّعْنَ(٩٥).

امام سعد الدین تفتازانی اپنی کتاب ”شرح عقائد نسفی“ میں لکھتے ہیں: اور روکا جائے گا صحابہ کرام ﷺ کا ذکر کرنے سے مگر بھلائی کے ساتھ۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اُن کے مناقب بیان ہوئے ہیں اور اُن کے متعلق اپنی (زبانوں کو) طعن و اعتراض سے روکنا واجب ہے۔

پھر سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین ﷺ ان تمام کے مناقب اور ان کے علاوہ اکابر صحابہ کرام ﷺ کے (مناقب) احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں، جو لڑائیاں اور مشاجرات ان کے درمیان ہوئے ان کے لیے ایسے اسباب اور تاویلیں موجود ہیں جن پر انہیں محمول کیا جائے گا، ان کی وجہ سے کسی صحابی کو سب و شتم اور طعن و تشنیع کا مورد بنانا، جو کہ اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہے تو کفر ہے۔ جیسے قذفِ حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ، ورنہ بدعت اور فسق ہے۔ اور جملہ طور پر سلف صالحین، مجتہدین اور علماء صالحین میں سے کسی سے بھی نقل نہیں کیا گیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ ﷺ اور ان کے لشکر پر لعنت بھیجنے کو جائز قرار دیا ہو۔ اس لیے کہ اس معاملے میں ان کا انتہائی اقدام سیدنا علی ﷺ کے خلاف بغاوت اور خروج تھا اور یہ معاملہ لعن کو واجب نہیں کرتا۔

---

(٩٥) ذكره السعد التفتازاني في شرح العقائد النسفية/ ١٥٧-١٥٨.

٣. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي شَرْحِ الْمَقَاصِدِ: إِنَّ مَا وَقَعَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الْمُحَارَبَاتِ وَالْمُشَاجَرَاتِ عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْطُوْرِ فِي كُتُبِ التَّوَارِيْخِ، وَالْمَذْكُوْرِ عَلَى أَلْسِنَةِ الثِّقَاتِ، يَدُلُّ بِظَاهِرِهِ عَلَى أَنَّ بَعْضَهُمْ قَدْ حَادَ عَنْ طَرِيْقِ الْحَقِّ، وَبَلَغَ حَدَّ الظُّلْمِ وَالْفِسْقِ. وَكَانَ الْبَاعِثُ لَهُ الْحِقْدَ وَالْعِنَادَ، وَالْحَسَدَ وَاللِّدَادَ، وَطَلَبَ الْمُلْكِ وَالرِّيَاسَةِ وَالْمَيْلَ إِلَى اللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ. إِذْ لَيْسَ كُلُّ صَحَابِيٍّ مَعْصُوْمًا وَلَا كُلُّ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْخَيْرِ مَوْسُوْمًا إِلَّا أَنَّ الْعُلَمَاءَ لِحُسْنِ ظَنِّهِمْ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ذَكَرُوْا لَهَا مَحَامِلَ وَتَأْوِيْلَاتٍ بِهَا تَلِيْقُ، وَذَهَبُوْا إِلَى أَنَّهُمْ مَحْفُوْظُوْنَ عَمَّا يُوْجِبُ التَّضْلِيْلَ وَالتَّفْسِيْقَ صَوْنًا لِعَقَائِدِ الْمُسْلِمِيْنَ عَنِ الزَّيْغِ وَالضَّلَالَةِ فِي حَقِّ كِبَارِ الصَّحَابَةِ، سَيَّمَا الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ وَالْأَنْصَارَ، وَالْمُبَشِّرِيْنَ بِالثَّوَابِ فِي دَارِ الْقَرَارِ(٩٦).

امام سعد الدین التفتازانی ''شرح المقاصد'' میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو جنگیں اور جھگڑے واقع ہوئے وہ کتبِ تاریخ میں مرقوم ہیں اور ثقہ راویوں کی زبان سے روایت ہوئے ہیں۔ یہ واقعات بظاہر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض لوگ راہِ حق سے ہٹ گئے اور ظلم و فسق کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ اس کا سبب (بعض کا دوسروں کے ساتھ طبعی) بغض و حسد، عناد و عداوت، حکومت و اقتدار کی طلب اور دنیاوی لذات و خواہشات کی طرف میلان تھا۔ جب کہ ہر ایک صحابی (انسان ہونے کے ناطے) نہ توا ن امور سے کلیتًا معصوم تھا، اور نہ ہی ہر اس شخص کو جس کی حضور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات

---

(٩٦) التفتازاني، شرح المقاصد (٥/ ٣١٠-٣١١).

تھی مکمل طور پر خیر سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ کہ علماء نے حضور ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ کے بارے میں حسنِ ظن کی بنیاد پر ایسے معاملات میں محامل اور تاویلات بیان کی ہیں جو ان کے لائق ہوتی ہیں، اور وہ اس رائے کی طرف گئے ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ ان اُمور سے محفوظ ہوتے ہیں جو کسی کو گمراہ اور فاسق قرار دینے کو واجب کرتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ مسلمانوں کے جو عقائد اکابر صحابہ ﷺ کے بارے میں ہیں، انہیں خرابی اور گمراہی سے بچایا جاسکے، خاص طور پر ان میں سے جو مہاجرین، انصار اور جنت کی خوش خبری پانے والے صحابہ کرام ﷺ ہیں۔

٤. وَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الدِّهْلَوِيُّ: وَلِهٰذَا قُلْنَا: لَا يَجُوْزُ اللَّعْنُ عَلَى مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّ حَسَنًا صَالَحَ مَعَهُ وَلَوْ كَانَ مُسْتَحِقًّا لِلَّعْنِ لَكَانَ لَا يَجُوْزُ الصُّلْحُ مَعَهُ(٩٧).

شیخ عبد العزیز دہلوی بیان کرتے ہیں: اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ حضرت معاویہ ﷺ پر لعن کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ امام حسن ﷺ نے ان سے صلح کی تھی اور اگر وہ لعنت کے مستحق ہوتے تو ان کے ساتھ صلح ہرگز جائز نہ ہوتی۔

٥. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي ((شَرْحِ الْمَقَاصِدِ)): وَأَمَّا فِي حَرْبِ الْجَمَلِ وَحَرْبِ صِفِّيْنَ وَحَرْبِ الْخَوَارِجِ، فَالْمُصِيْبُ عَلِيٌّ ﷺ، لِمَا ثَبَتَ لَهُ مِنَ الْإِمَامَةِ وَظَهَرَ مِنَ التَّفَاوُتِ، لَا كِلْتَا الطَّائِفَتَيْنِ عَلَى مَا هُوَ رَأْيُ الْمُصَوِّبَةِ وَلَا إِحْدَاهُمَا مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنِ عَلَى مَا هُوَ رَأْيُ بَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ. وَالْمُخَالِفُوْنَ بُغَاةٌ لِخُرُوْجِهِمْ عَلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ لِشُبْهَةٍ، لَا فَسَقَةٌ أَوْ كَفَرَةٌ

(٩٧) حاشية شرح العقائد النسفية/ ١٥٨.

عَلَى مَا يَزْعُمُ الشِّيْعَةُ جَهْلًا بِالْفَرْقِ بَيْنَ الْمُخَالِفَةِ وَالْمُحَارِبَةِ بِالتَّأْوِيْلِ وَبِدُوْنِهِ. وَلِهَذَا نَهَى عَلِيٌّ ﷺ عَنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ، وَقَالَ: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا، وَقَدْ صَحَّ رُجُوْعُ أَصْحَابِ الْجَمَلِ عَلَى أَنَّ مِنَّا مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ الْحَرْبَ لَمْ تَقَعْ عَنْ عَزِيْمَةٍ. وَإِنَّ قَصْدَ عَائِشَةَ ﷺ لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحَ ذَاتِ الْبَيْنِ.

امام سعد الدین تفتازانی نے ”شرح المقاصد“ میں کہا ہے: بہر حال جنگ جَمل، جنگ صِفِین اور جنگِ خوارج (جنگ نہروان) میں جو بندہ حق پر تھا وہ حضرت علی ﷺ تھے، کیونکہ آپ کی امامت ثابت شدہ تھی اور آپ کا دوسروں کی نسبت تفاوت بالکل واضح اور ظاہر تھا۔ دونوں گروہ حق پر نہیں تھے، جیسا کہ دونوں کو صحیح قرار دینے والوں کی رائے ہے، اور نہ ہی بغیر تعین کیے، یہ کہنا کہ ایک حق پر تھا جیسا کہ بعض معتزلہ کی رائے ہے۔ حق یہ ہے کہ حضرت علی ﷺ کے مخالفین باغی ہیں، امام حق کے خلاف شبہ کی بنا پر خروج کرنے کی وجہ سے وہ فاسق اور کافر نہیں ہیں۔ جیسا شیعہ گمان کرتے ہیں، مخالفت کرنے والوں اور تاویل اور بغیر تاویل کے جنگ کرنے والوں کے درمیان فرق کو نہ جانتے ہوئے۔ اس لیے حضرت علی ﷺ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی ہے، اصحاب جَمل کا رجوع کر لینا بھی ثابت ہے، اور ہم میں سے بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنگ جمل ارادتاً نہیں ہوئی، بلکہ غیر ارادی تھی اور سیدہ عائشہ ﷺ کا قصد صرف لوگوں کے درمیان صلح کا تھا۔

قَاتَلَ عَلِيٌّ ﷺ ثَلَاثَ فِرَقٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّكَ تُقَاتِلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ(٩٨).

فَالنَّاكِثُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ نَكَثُوْا الْعَهْدَ وَالْبَيْعَةَ، وَخَرَجُوْا إِلَى الْبَصْرَةِ. ...

وَالْمَارِقُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ نَزَعُوْا الْيَدَ عَنْ طَاعَةِ عَلِيٍّ ﷺ بَعْدَمَا بَايَعُوْهُ وَتَابَعُوْهُ فِي حَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ زَعْمًا مِنْهُمْ أَنَّهُ كَفَرَ حَيْثُ رَضِيَ بِالتَّحْكِيْمِ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَمَّا طَالَتْ مُحَارَبَةُ عَلِيٍّ ﷺ وَمُعَاوِيَةَ بِصِفِّيْنَ وَاسْتَمَرَّتْ، اتَّفَقَ الْفَرِيْقَانِ عَلَى تَحْكِيْمِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ فِي أَمْرِ الْخِلَافَةِ، وَعَلَى الرِّضَا بِمَا يَرَيَانِهِ، فَاجْتَمَعَ الْخَوَارِجُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ الرَّاسِبِيِّ وَسَارُوْا إِلَى النَّهْرَوَانِ، وَسَارَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ ﷺ بِعَسْكَرِهِ وَكَسَرَهُمْ، وَقَتَلَ الْكَثِيْرَ مِنْهُمْ، وَذٰلِكَ حَرْبُ الْخَوَارِجِ وَحَرْبُ النَّهْرَوَانِ.

مزید یہ کہ حضرت علی ﷺ نے مسلمانوں کے تین فرقوں کے ساتھ قتال کیا، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمار کھا تھا: (اے علی!) بے شک تو ناکثین، مارقین اور قاسطین سے قتال کرے گا۔

ناکثین: وہ لوگ ہیں جنہوں نے عہد و پیماں اور بیعت کو توڑ دیا تھا اور بصرہ کی طرف خروج کیا تھا۔

(٩٨) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/ ١٥٠، الرقم/ ٤٦٧٥.

مارقین: وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے اور اہل شام کے ساتھ جنگ میں ان کی اتباع کرنے کے بعد ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ بزعم خویش کہ انہوں نے تحکیم پر راضی ہو کر (معاذ اللہ) کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ صفین طول پکڑ گئی اور کافی عرصہ جاری رہی تو دونوں فریق امرِ خلافت کے فیصلے کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی امر خلافت کے بارے میں تحکیم پر راضی ہو گئے تھے۔ (یہ صورت حال دیکھ کر) خوارج عبد اللہ بن وہب راسبی کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے اور نہروان کی طرف چل دیے۔ (ادھر) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان کی طرف نکلے اور ان کی جمعیت کو توڑ دیا اور ان میں سے بہت ساروں کا خاتمہ کر دیا۔ یہی جنگ خوارج اور جنگ نہروان ہے۔

وَالْقَاسِطُوْنَ مُعَاوِيَةُ وَأَتْبَاعُهُ الَّذِيْنَ اجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ، وَعَدَلُوْا عَنْ طَرِيْقِ الْحَقِّ الَّذِي هُوَ بَيْعَةُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَالدُّخُوْلُ تَحْتَ طَاعَتِهِ، ذَهَابًا إِلَى أَنَّهُ مَالأَ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَيْثُ تَرَكَ مُعَاوَنَتَهُ وَجَعَلَ قَتَلَتَهُ خُوَّاصَهُ وَبِطَانَتَهُ، فَاجْتَمَعَ الْفَرِيْقَانِ بِصِفِّيْنَ، وَهِيَ قَرْيَةٌ خَرَابٌ مِنْ قُرَى الرُّوْمِ عَلَى غَلْوَةٍ مِنَ الْفُرَاتِ، وَدَامَتِ الْحَرْبُ بَيْنَهُمْ شُهُوْرًا، فَسُمِّي ذٰلِكَ حَرْبُ صِفِّيْنَ، وَالَّذِي اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ. وَظَهَرَ مِنْ تَفَاوُتٍ إِمَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُخَالِفِيْنَ سِيَّمَا مُعَاوِيَةُ وَأَحْزَابُهُ، وَتَكَاثَرَ مِنَ الْأَخْبَارِ فِي كَوْنِ الْحَقِّ مَعَهُ، وَمَا وَقَعَ عَلَيْهِ الْاِتِّفَاقُ حَتَّى مِنَ الْأَعْدَاءِ إِلَى أَنَّهُ أَفْضَلُ زَمَانِهِ. وَأَنَّهُ لَا أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ. وَالْمُخَالِفُوْنَ بُغَاةٌ لِخُرُوْجِهِمْ عَلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ بِشُبْهَةٍ هِيَ تَرْكُهُ الْقِصَاصَ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ وَلِقَوْلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. وَقَدْ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ.

وَلِقَوْلِ عَلِيٍّ ﷺ: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا، وَلَيْسُوْا كُفَّارًا وَلَا فَسَقَةً وَلَا ظَلَمَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ التَّأْوِيْلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا. فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَأُوْا فِي الْاِجْتِهَادِ. وَذَلِكَ لَا يُوْجِبُ التَّفْسِيْقَ، فَضْلًا عَنِ التَّكْفِيْرِ. وَلِهَذَا مَنَعَ عَلِيٌّ ﷺ أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ، وَقَالَ: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا. كَيْفَ وَقَدْ صَحَّ نَدَمُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ ﷺ وَانْصِرَافُ الزُّبَيْرِ ﷺ عَنِ الْحَرْبِ. وَاشْتَهَرَ نَدَمُ عَائِشَةَ ﷺ. وَالْمُحِقُّوْنَ مِنْ أَصْحَابِنَا عَلَى أَنَّ حَرَبَ الْجَمَلِ كَانَتْ فَلْتَةً مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ، بَلْ كَانَتْ تَهْيِيْجًا مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ ﷺ حَيْثُ صَارُوْا فِرْقَتَيْنِ، وَاخْتَلَطُوْا بِالْعَسْكَرَيْنِ، وَأَقَامُوا الْحَرْبَ خَوْفًا مِنَ الْقِصَاصِ، وَقَصْدُ عَائِشَةَ ﷺ لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحَ الطَّائِفَتَيْنِ وَتَسْكِيْنَ الْفِتْنَةِ، فَوَقَعَتْ فِي الْحَرْبِ(٩٩).

قاسطین: حضرت معاویہ ﷺ اور ان کے وہ پیروکار ہیں، جو ان کی قیادت میں جمع ہو گئے تھے اور راہ حق جو کہ حضرت علی ﷺ کی بیعت اور ان کی اطاعت میں داخل ہونے کا نام تھا، سے ہٹ گئے تھے، یہ موقف اختیار کرتے ہوئے کہ انہوں نے قتل عثمان میں (معاذ اللہ) قاتلوں کی مدد کی، بایں طور کہ حصولِ قصاص میں معاونت ترک کر دی اور ان کے قاتلوں کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کیا اور اپنا ہم راز بنایا (یہ الزامات اہلِ شام نے حضرت علی ﷺ کے خلاف خروج وبغاوت کے جواز کے لئے گھڑے تھے)۔ لہٰذا دونوں گروہ صفین کے مقام پر جمع ہوئے، اور صفین روم کی بستیوں میں سے ایک ویران بستی کا نام ہے جو دریائے فرات سے تین سے چار سو ہاتھ کے فاصلے پر واقع ہے، اُن کے درمیان جنگ کئی ماہ تک جاری رہی،

---

(٩٩) التفتازاني في شرح المقاصد، ٢/ ٣٠٤-٣٠٥.

اور اس جنگ کو جنگ صفین کا نام دیا گیا۔ الغرض جس شے پر ارباب حل و عقد کا اتفاق ہوا تھا، اور آپ اور آپ کے مخالفین خاص طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کے درمیان جو تفاوت ظاہر و باہر تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے میں کثرت سے روایات وارد ہوئیں تھیں، اور جس شے پر آپ کے دشمن تک متفق ہیں وہ یہ کہ آپ (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل و برتر تھے۔ اور یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امامت کا کوئی حقدار نہ تھا (ان سب امور کو مخالفوں اور باغیوں نے نظر انداز کر کے خروج و بغاوت کا راستہ اختیار کر لیا)۔ سو آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے والے باغی ہیں کیونکہ انہوں نے شبہ کی بناء پر امامِ برحق کے خلاف خروج کیا اور وہ شبہ یہ تھا کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص ترک کر دیا تھا اور وہ اس لیے بھی باغی ہیں کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ صفین والے دن اہل شام کے ہاتھوں قتل ہوئے، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول: 'ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کر دی' کی بنا پر بھی باغی ٹھہرے۔ لیکن وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں ہیں اس لیے کہ انہوں نے یہ سب کچھ تاویل کی بنا پر کیا، اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ تھی۔ انتہائی بات یہ ہے کہ انہوں نے اجتہادی خطا کا ارتکاب کیا۔ یہ ایسی شے ہے جو کسی کو فاسق قرار دینا واجب نہیں کرتی چہ جائیکہ اسے کافر قرار دیا جائے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو اہلِ شام پر لعنت بھیجنے سے روک دیا تھا اور کہا تھا: ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کر دی ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو، حالانکہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی ندامت اور افسردگی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا (تائب ہو کر) جنگ سے واپس چلے جانا بھی ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افسردگی بھی مشہور ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے درست رائے رکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ بے شک جنگ جمل اچانک پیش آئی، فریقین کے قصد کے بغیر، بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے اسے بھڑکایا، بایں طور کے وہ (سازشی منصوبہ بندی کے تحت) دو

گروہوں میں بٹ گئے تھے اور دونوں لشکروں میں جا گھسے تھے، اور قصاص کے ڈر کی وجہ سے انہوں نے جنگ چھیڑ دی تھی، جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ ﷦ کا قصد صرف دونوں گروہوں میں مصالحت اور فتنے کو ٹھنڈا کرنا تھا مگر اچانک جنگ چھڑ گئی۔

٦. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي ((شَرْحِ الْمَقَاصِدِ)) فِي وُجُوْبِ تَعْظِيْمِ الصَّحَابَةِ ﷡: اتَّفَقَ أَهْلُ الْحَقِّ عَلَى وُجُوْبِ تَعْظِيْمِ الصَّحَابَةِ، وَالْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ. اَللهَ اَللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِي(١٠٠).

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالرُّوْيَانِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيْرِ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي. فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ(١٠١).

---

(١٠٠) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/ ٨٧، الرقم/ ١٦٨٤٩، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النّبي ﷺ، ٥/ ٦٩٦، الرقم/ ٣٨٦٢، والروياني في المسند، ٢/ ٩٢، الرقم/ ٨٨٢، والبخاري في التاريخ الكبير، ٥/ ١٣١، الرقم/ ٣٨٩، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/ ٢٨٧.

(١٠١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ: لو كنت متخذا خليلا، ٣/ ١٣٤٣، الرقم/ ٣٤٧٠، وأبو داود في السنن، كتاب السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول الله ﷺ، ٤/ ٢١٤، الرقم/ ٤٦٥٨، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب: (٥٩)، ٥/ ٦٩٥، الرقم/ ٣٨٦١.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي (١٠٢). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ.

امام سعد الدین تفتازانی اپنی کتاب ''شرح المقاصد'' میں تعظیم صحابہ کے وجوب کے ضمن میں لکھتے ہیں: اہلِ حق تعظیم صحابہ کے واجب ہونے اور ان پر طعن و تشنیع کرنے سے باز رہنے پر متفق ہیں (جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:) میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! اور میرے بعد انہیں تنقید کا نشانہ مت بنانا۔

اسے امام احمد نے، ترمذی نے مذکورہ الفاظ سے، رویانی نے اور بخاری نے 'التاریخ الکبیر' میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب قرار دیا ہے۔

(اسی طرح ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:) میرے صحابہ کو سب و شتم مت کرو۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو پھر بھی وہ (اجر میں) ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اسے امام بخاری، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان:) میری اُمت کا سب سے بہتر زمانہ، میرا زمانہ ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

---

(١٠٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ٣/ ١٣٣٥، الرقم/ ٣٤٥٠، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ٤/ ١٥١، والطيالسي في المسند، ١/ ١١٣، الرقم/ ٨٤١، وابن الجعد في المسند، ١/ ١٩٦ الرقم/ ١٢٨٩.

وَلَوْ كَانُوْا فَسَدُوْا بَعْدَهُ لَمَا قَالَ ذٰلِكَ، بَلْ نَبَّهَ. وَكَثِيْرٌ مِمَّا حُكِيَ عَنْهُمُ افْتِرَاءَاتٌ، وَمَا صَحَّ فَلَهُ مَحَامِلُ وَتَأْوِيْلَاتٌ.

يَجِبُ تَعْظِيْمُ الصَّحَابَةِ وَالْكَفُّ عَنْ مَطَاعِنِهِمْ، وَحَمْلُ مَا يُوْجِبُ بِظَاهِرِهِ الطَّعْنَ فِيْهِمْ عَلَى مَحَامِلِ وَتَأْوِيْلَاتِ سِيَّمَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، وَمَنْ شَهِدَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْحُدَيْبِيَةَ، فَقَالَ: انْعَقَدَ عَلَى عُلُوِّ شَأْنِهِمُ الْإِجْمَاعُ وَشَهِدَ بِذٰلِكَ الآيَاتُ الصُّرَاحُ، وَالْأَخْبَارُ الصِّحَاحُ، وَتَفَاصِيْلُهَا فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالسِّيَرِ وَالْمَنَاقِبِ. وَلَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَعْظِيْمِهِمْ وَكَفِّ اللِّسَانِ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ حَيْثُ قَالَ: «أَكْرِمُوْا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ»(١٠٣).(١٠٤).

اگر ان صحابہ کرام ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد فساد ہی کرنا ہوتا تو یقیناً آپ ﷺ ایسا نہ فرماتے بلکہ تنبیہ فرماتے۔ لہٰذا بہت سی باتیں جو ان صحابہ کرام ﷺ کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں وہ من گھڑت ہیں اور اگر ان میں سے کوئی صحیح بھی ہے تو اس کے محامل اور تاویلات ہیں۔

الغرض! صحابہ کرام ﷺ کی تعظیم اور ان کے بارے میں سب و شتم اور طعن و تشنیع سے باز رہنا واجب ہے، جب شے کا ظاہر ان کے بارے میں طعن و تشنیع کو واجب قرار دیتا ہو اسے دیگر تاویلات پر محمول کیا جائے گا، خاص طور پر وہ بات اگر مہاجرین و انصار، اہل بیعتِ رضوان، اور ان صحابہ کرام ﷺ سے متعلق ہو جو غزوہ بدر، احد اور صلح حدیبیہ میں شریک

(١٠٣) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ١١/ ٣٤١، الرقم/ ٢٠٧١٠.

(١٠٤) التفتازاني في شرح المقاصد/ ٥٢٩-٥٣٠.

ہوئے تھے اور فرمایا: صحابہ کی بلندیِ شان پر اُمت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس کی گواہی واضح آیات اور صحیح احادیث دے چکی ہیں جن کی تفاصیل کتب حدیث و سیر اور کتب مناقب میں ملتی ہیں۔ بلاشبہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی تعظیم اور ان کے بارے میں طعن و تشنیع سے زبان کو بند رکھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: ”میرے صحابہ کی عزت بجالاؤ کیونکہ وہ تم سب سے بہترین ہیں“۔

FMRI

اَلْمَصَادِر وَالْمَرَاجِع

FMRi

١ - القرآن الكريم.

٢ - الآمدي، سيف الدين أبو الحسن علي بن أبي علي بن محمد (٥٥١-٦٣١هـ/ ١١٥٦-١٢٣٣م). أبكار الأفكار في أصول الدين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٤م.

٣ - الآمدي، سيف الدين أبو الحسن علي بن أبي علي بن محمد (٥٥١-٦٣١هـ/ ١١٥٦-١٢٣٣م). أبكار الأفكار في أصول الدين. القاهرة، مصر: دار الكتب والوثائق القومية، ١٤٢٣هـ.

٤ - ابن الأثير الجزري، أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني (٥٥٥-٦٣٠هـ/ ١١٦٠-١٢٣٣م). أسد الغابة في معرفة الصحابة. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

٥ - ابن الأثير الجزري، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني (ت: ٦٠٦م). جامع الأصول في أحاديث الرسول ﷺ. الكويت: مكتبة دار البيان.

EMRI

٦ - أحمد بن حنبل، أبو عبد الله بن محمد الشيباني (١٦٤-٢٤١هـ/ ٧٨٠-٨٥٥م). فضائل الصحابة ﷺ. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

٧ - أحمد بن حنبل، أبو عبد الله بن محمد الشيباني (١٦٤-٢٤١هـ/ ٧٨٠-٨٥٥م). المسند. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٣٩٨هـ/ ١٩٨٧م.

٨ - البابرتي، أكمل الدين أبو عبد الله بن الشيخ جمال الدين الرومي (ت: ٧٨٦هـ). العناية شرح الهداية (على حاشية شرح فتح القدير). بيروت، لبنان: دار الفكر.

٩ - البابرتي، أكمل الدين أبو عبد الله بن الشيخ جمال الدين الرومي (ت: ٧٨٦هـ). العناية شرح الهداية (علي حاشية شرح فتح القدير). بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٣م.

١٠ - الباقلاني، قاضي أبو بكر محمد بن طيب بن محمد بن جعفر بن قاسم (ت: ٤٠٣م). تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل. بيروت، لبنان: مؤسسة الكتب الثقافية، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

EMRJ

١١ - البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (١٩٤-٢٥٦هـ/ ٨١٠-٨٧٠م). الصحيح. بيروت، لبنان: دار ابن كثير، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

١٢ - البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (١٩٤-٢٥٦هـ/ ٨١٠-٨٧٠م). التاريخ الكبير. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

١٣ - البلاذري، أحمد بن يحيى. أنساب الأشراف. مصر: دار المعارف، ١٩٥٩م.

١٤ - البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن عبد الله بن موسى (٣٨٤-٤٥٨هـ/ ٩٩٤- ١٠٦٦م). دلائل النبوة. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٠٥هـ/ ١٩٨٥م.

١٥ - البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن عبد الله بن موسى (٣٨٤-٤٥٨هـ/ ٩٩٤-١٠٦٦م). السنن الكبرى. مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية: مكتبة دار الباز، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤م.

١٦ - البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن عبد الله بن موسى (٣٨٤-٤٥٨هـ/ ٩٩٤-١٠٦٦م). الاعتقاد. بيروت، لبنان: دار الآفاق الجديدة، ١٤٠١هـ.

١٧ - الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك (٢٠٩-٢٧٩هـ/ ٨٢٥-٨٩٢م). السنن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

١٨ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح العقائد. لاهور، باكستان: مكتبة الحسن.

١٩ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح العقائد النسفية. القاهرة، مصر: مكتبة الكليات الأزهرية، ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م.

٢٠ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح العقائد النسفية. كراتشي، باكستان: المكتبة المدينة، ٢٠٠٩م.

٢١ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح العقيدة النسفية. الجزائر: شركة دار الهدى للطباعة والنشر والتوزيع.

٢٢ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح المقاصد. بيروت، لبنان: عالم الكتب، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

FMRI

٢٣ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح المقاصد في علم الكلام. قم، إيران: منشورات الشريف الرضي، ١٤٠٩هـ/ ١٩٨٩م.

٢٤ - التفتازاني، سعد الدين (ت: ٧٩٢هـ). شرح المقاصد في علم الكلام. لاهور، باكستان: دار المعارف النعمانية، ١٩٨١م.

٢٥ - ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام الحراني (٦٦١-٧٢٨هـ/ ١٢٦٣-١٣٢٨م) منهاج السنة النبوية. مؤسسة قرطبة.

٢٦ - ابن الجعد، أبو الحسن علي بن عبيد الهاشمي (١٣٣-٢٣٠هـ/ ٧٥٠-٨٤٥م). المسند. بيروت، لبنان: مؤسسة نادر، ١٤١٠هـ/ ١٩٩٠م.

٢٧ - الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد (٣٢١-٤٠٥هـ/ ٩٣٣-١٠١٤م). المستدرك على الصحيحين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١١هـ/ ١٩٩٠م.

٢٨ - ابن حبان، أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان (٢٧٠-٣٥٤هـ/ ٨٨٤-٩٦٥م). الثقات. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٥هـ/ ١٩٧٥م.

EMRI

٢٩ - ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن أحمد الكناني (٧٧٣-٨٥٢هـ/ ١٣٧٢-١٤٤٩م). الإصابة في تمييز الصحابة. بيروت، لبنان: دار الجيل، ١٤١٢هـ/ ١٩٩٢م.

٣٠ - ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن أحمد الكناني (٧٧٣-٨٥٢هـ/ ١٣٧٢-١٤٤٩م). المطالب العالية. بيروت، لبنان: دار المعرفة، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

٣١ - ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن أحمد الكناني (٧٧٣-٨٥٢هـ/ ١٣٧٢-١٤٤٩م). فتح الباري. لاهور، باكستان: دار نشر الكتب الإسلامية، ١٤٠١هـ/ ١٩٨١م.

٣٢ - أبو حيان، محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي (ت: ٧٥٤هـ). البحر المحيط. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

٣٣ - ابن خلكان، شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان، (ت: ٦٨١هـ). وفيات الأعيان. إيران، مكتبة منشورات رضي.

FMRI

٣٤ - أبو داود، سليمان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد الأزدي السبحستاني (٢٠٢-٢٧٥هـ/ ٨١٧-٨٨٩م). السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤م.

٣٥ - الذهبي، أبو عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان (٦٧٣-٧٤٨هـ/ ١٢٧٤- ١٣٤٨م). سير أعلام النبلاء. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١٧هـ/ ١٩٩٧م.

٣٦ - الذهبي، أبو عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان (٦٧٣-٧٤٨هـ/ ١٢٧٤-١٣٤٨م). تذكرة الحفاظ. حيدر آباد، دكن: دائرة المعارف العثمانية.

٣٧ - الذهبي، أبو عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان (٦٧٣-٧٤٨هـ/ ١٢٧٤-١٣٤٨م). تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

٣٨ - الروياني، أبو بكر محمد بن هارون (ت: ٣٠٧هـ). المسند. القاهرة، مصر: مؤسسة قرطبة، ١٤١٦هـ.

٣٩- الزيلعي، أبو محمد عبد الله بن يوسف الحنفي (ت: ٧٦٢هـ). نصب الراية لأحاديث الهداية. مصر: دار الحديث، ١٣٥٧هـ.

٤٠- ابن سعد، أبو عبد الله محمد (١٦٨-٢٣٠هـ/ ٧٨٤-٨٤٥م). الطبقات الكبرى. بيروت، لبنان: دار بيروت، ١٣٩٨هـ/ ١٩٧٨م.

٤١- السيوطي، جلال الدين أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن أبي بكر بن عثمان (٨٤٩-٩١١هـ/ ١٤٤٥-١٥٠٥م). تاريخ الخلفاء. بغداد، العراق: مكتبة الشرق الجديد.

٤٢- الشريف الجرجاني، علي بن محمد بن علي الحسيني (٧٤٠-٨١٦هـ/ ١٣٤٠-١٤١٣م). شرح المواقف. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

٤٣- الشلبي، شهاب الدين أحمد (ت: ٩٤٧هـ). حاشية على تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق. مصر: المطبعة الكبرى الأميرية، ١٣١٤هـ.

٤٤ - ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد الكوفي (١٥٩-٢٣٥هـ/ ٧٧٦- ٨٤٩م). المصنف. الرياض، المملكة العربية السعودية: مكتبة الرشد، ١٤٠٩هـ.

٤٥ - الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦٠هـ/ ٨٧٣-٩٧١م). المعجم الأوسط. القاهرة، مصر: دار الحرمين، ١٤١٥هـ.

٤٦ - الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦٠هـ/ ٨٧٣-٩٧١م). المعجم الكبير. القاهرة، مصر: مكتبة ابن تيمية.

٤٧ - الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦٠هـ/ ٨٧٣-٩٧١م). المعجم الكبير. موصل، العراق: مكتبة العلوم والحكم، ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

٤٨ - الطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن سلمة (٢٢٩-٣٢١هـ/ ٨٥٣-٩٣٣م). شرح معاني الآثار. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٣٩٩هـ.

٤٩ - الطيالسي، أبو داود سليمان بن داود الجارود (١٣٣-٢٠٤هـ/ ٧٥١-٨١٩م). المسند. بيروت، لبنان: دار المعرفة.

٥٠ - عبد الرزاق، أبو بكر بن الهمام بن نافع الصنعاني (١٢٦-٢١١هـ/ ٧٤٤-٨٢٦م). المصنف. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٤٠٣هـ.

٥١ - ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد (٣٦٨-٤٦٣هـ/ ٩٧٩-١٠٧١م). الاستيعاب في معرفة الأصحاب. بيروت، لبنان: دار الجيل، ١٤١٢هـ.

٥٢ - العجلوني، أبو الفداء إسماعيل بن محمد بن عبد الهادي بن عبد الغني الجراحي (١٠٨٧-١١٦٢هـ/ ١٦٧٦-١٧٤٩م). كشف الخفا ومزيل الألباس. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٥هـ.

٥٣ - ابن العربي المالكي، القاضي أبو بكر محمد بن عبد الله بن محمد (٤٦٨-٥٤٣هـ). عارضة الأحوذي بشرح صحيح الترمذي. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٥٤ - ابن عساكر، أبو قاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله بن حسين الدمشقي الشافعي (٤٩٩-٥٧١هـ/ ١١٠٥-١١٧٦م). تاريخ مدينة دمشق المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٩٩٥م.

٥٥ - العكري، عبد الحي أحمد الدمشقي (ت: ١٠٨٩هـ). شذرات الذهب في أخبار من ذهب. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

٥٦ - العيني، بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن الحسين بن يوسف بن محمود (٧٦٢-٨٥٥هـ/ ١٣٦١-١٤٥١م). البناية شرح الهداية. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٠هـ/ ٢٠٠٠م.

٥٧ - العيني، بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن الحسين بن يوسف بن محمود (٧٦٢-٨٥٥هـ/ ١٣٦١-١٤٥١م). عمدة القاري شرح صحيح البخاري. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٩هـ/ ١٩٧٩م.

٥٨ - القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبو بكر بن فرح (ت: ٦٧١هـ). التذكرة في أمور أحوال الموتى وأمور الآخرة. القاهرة، مصر: مكتبة الثقافة الدينية، ١٤٢١هـ/ ٢٠٠١م.

٥٩ - القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبو بكر بن فرح (ت: ٦٧١هـ). الجامع لأحكام القرآن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

EMRI

٦٠ - ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير بن ضوء بن كثير بن زرع البصروي (٧٠١-٧٧٤هـ/ ١٣٠١-١٣٧٣م). البداية والنهاية. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

٦١ - ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (٢٠٧-٢٧٥هـ/ ٨٢٤-٨٨٧م). السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر.

٦٢ - ابن مازة، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر البخاري الحنفي (ت: ٦١٦هـ). المحيط البرهاني في الفقه النعماني. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٤م.

٦٣ - محب الدين الطبري، أبو العباس أحمد بن محمد (ت: ٦٩٤هـ). الرياض النضرة في مناقب العشرة. بيروت، لبنان: دار الغرب الإسلامي، ١٩٩٦م.

٦٤ - محي الدين الرحماوي، محمد بن بهاء الدين بن لطف الله الصوفي الحنفي (ت: ٩٥٢هـ/ ١٥٤٥م). القول الفصل في شرح الفقه الأكبر ملتقطا. إستنبول، تركيا: مكتبة الحقيقة، ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.

٦٥ - محي الدين الرحماوي، محمد بن بهاء الدين بن لطف الله الصوفي الحنفي (ت: ٩٥٢هـ/ ١٥٤٥م). القول الفصل في شرح الفقه الأكبر ملتقطا. بيروت، لبنان: ناشرون، ٢٠١٣م.

٦٦ - محي الدين الرحماوي، محمد بن بهاء الدين بن لطف الله الصوفي الحنفي (ت: ٩٥٢هـ/ ١٥٤٥م). القول الفصل في شرح الفقه الأكبر ملتقطا. بيروت، لبنان: دار المنتخب العربي، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٨م.

٦٧ - المرغيناني، برهان الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر (٥١١-٥٦٣هـ). الهداية شرح بداية المبتدي. بيروت، لبنان: دار أرقم، ١٩٩٩م.

٦٨ - المروزي، أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج (٢٠٢-٢٩٤هـ). تعظيم قدر الصلاة. المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية: مكتبة الدار، ١٤٠٦هـ.

٦٩ - المزي، أبو الحجاج يوسف بن زكي عبد الرحمن بن يوسف بن عبد الملك بن يوسف بن علي (٦٥٤-٧٤٢هـ/ ١٢٥٦-١٣٤١م). تهذيب الكمال. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٠هـ/ ١٩٨٠م.

FMRI

٧٠ - مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد القشيري النيسابوري (٢٠٦-٢٦١هـ/ ٨٢١-٨٧٥م). الصحيح. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

٧١ - أبو المعالي، عبد الملك بن عبد الله بن يوسف الجويني (٤١٩-٤٧٨هـ). الإرشاد إلى قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٩٩٥م.

٧٢ - أبو المعالي، عبد الملك بن عبد الله بن يوسف الجويني (٤١٩-٤٧٨هـ). الإرشاد إلى قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد. القاهرة، مصر: مكتبة الإنجلو المصرية، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

٧٣ - الملا خسرو الحنفي، القاضي محمد بن فراموز بن علي (ت: ٨٨٥هـ). درر الحكام شرح غرر الأحكام. كراتشي، باكستان: مير محمد كتب خانه.

٧٤ - الملا علي القاري، نور الدين بن سلطان محمد الهروي الحنفي (ت: ١٠١٤هـ/ ١٦٠٦م). مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

EMRI

٧٥ - المناوي، عبد الرؤف بن تاج العارفين بن علي (٩٥٢-١٠٣١هـ/ ١٥٤٥-١٦٢١م). فيض القدير شرح الجامع الصغير. مصر: المكتبة التجارية الكبرى، ١٣٥٦هـ.

٧٦ - أبو منصور البغدادي، عبد القاهر بن طاهر بن محمد بن عبد الله البغدادي التميمي الإسفراييني (ت: ٤٢٩هـ). الفَرْق بين الفِرَق. بيروت، لبنان: دار الآفاق الجديدة، ١٩٧٧م.

٧٧ - أبو منصور البغدادي، عبد القاهر بن طاهر بن محمد بن عبد الله البغدادي التميمي الإسفراييني (ت: ٤٢٩هـ). أصول الدين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية + إستنبول، تركيا: دار الفنون التركية، ١٤٢٣هـ/ ٢٠٠٢م.

٧٨ - ابن النجيم، زين الدين بن إبرهيم بن محمد الحنفي المصري (٩٢٦-٩٧٠هـ). البحر الرائق شرح كنز الدقائق. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٧٩ - ابن النجيم، زين بن إبرهيم بن محمد بن محمد بن محمد بن بكر الحنفي (٩٢٦-٩٧٠هـ)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق. بيروت، لبنان: دار المعرفة.

FMRI

٨٠ - النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي (٢١٥-٣٠٣هـ/ ٨٣٠-٩١٥م). السنن. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٦هـ/ ١٩٩٥ء + حلب، الشام: مكتب المطبوعات الإسلامية، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

٨١ - أبو نعيم، أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (٣٣٦-٤٣٠هـ/ ٩٤٨-١٠٣٨م). حلية الأولياء وطبقات الأصفياء. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٥هـ/ ١٩٨٥م.

٨٢ - ابن الهمام الحنفي، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي (ت: ٨٦١هـ). شرح فتح القدير. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٣م.

٨٣ - الهيثمي، نور الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر بن سليمان (٧٣٥-٨٠٧هـ/ ١٣٣٥- ١٤٠٥م). مجمع الزوائد ومنبع الفوائد. القاهرة، مصر: دار الريان للتراث + بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

٨٤ - أبو يعلى، أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال الموصلي التميمي (٢١٠-٣٠٧هـ/ ٨٢٥-٩١٩م). المسند. دمشق، الشام: دار المأمون للتراث، ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م.

EMRI